بحث محفل میلاد شریف کے بیان میں

اس بحث میں دو باب ہیں۔ پہلا باب تو میلاد شریف کے ثبوت میں۔ دوسرا باب اس پر اعتراضات و جوابات میں۔

پہلا باب

میلاد شریف کے ثبوت میں

اولاً تو معلوم ہونا چاہئیے کہ میلاد شریف کی حقیقت کیا ہے؟ اور اس کا حکم کیا؟ پھر یہ جاننا ضروری ہے کہ اس کے دلائل کیا ہیں؟ میلاد شریف کی حقیقت ہے حضور ﷺ کی ولادت پاک کا واقعہ بیان کرنا۔ حمل شریف کے واقعات۔ نور محمدی کے کرامات، نسب نامہ یا شیر خوارگی اور حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے یہاں پرورش حاصل کرنے کے واقعات بیان کرنا اور حضور علیہ السلام کی نعت پاک نظم یا نثر میں پڑھنا سب اس کے تابع ہیں۔ اب واقعہ ولادت خواہ تنہائی میں پڑھو یا مجلس جمع کر کے اور نظم میں پڑھو یا نثر میں کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر جس طرح بھی ہو اس کو میلاد شریف کہا جاوے گا۔ محفل میلاد شریف منعقد کرنا اور ولادت پاک کی خوشی منانا۔ اس کے ذکر کے موقعہ پر خوشبو لگانا۔ گلاب چھڑکنا۔ شیرینی تقسیم کرنا غرضکہ خوشی کا اظہار جس جائز طریقہ سے ہو وہ مستحب اور بہت ہی باعث برکت اور رحمت الٰہی کے نزول کا سبب ہے۔

(۱) عیسیٰ علیہ السلام نے دعا کی تھی۔

ربنا انزل علینا مآئدۃ من السمآء تکون لنا عیدا لا ولنا و اخرنا۔

(سورہ المائدہ پارہ ۷ آیت نمبر ۱۱۴)

معلوم ہوا کہ مائدہ آنے کے دن کو حضرت مسیح نے عید کا دن بنایا۔ آج بھی اتوار کو عیسائی اسی لئے عید مناتے ہیں کہ اس دن دستر خوان اترا تھا اور حضور علیہ السلام کی تشریف آوری اس مائدہ سے کہیں بڑھ کر نعمت ہے لہذا ان کی ولادت کا دن بھی یوم العید ہے۔ ہاں اس مجلس پاک میں حرام کام کرنا سخت جرم اور گناہ ہے جیسے عورتوں کا اس قدر بلندہ آواز سے نعت شریف پڑھنا کہ اجنبی مرد سنیں سخت منع ہے عورت کی آواز اجنبی مرد کو سننا جائز نہیں۔ اگر کوئی مرد نماز کی حالت میں کسی کو سامنے نکلنے سے روکے تو آواز سے سبحان اللہ کہہ دے۔ لیکن اگر عورت کسی کو روکے تو سبحان اللہ نہ کہے بلکہ بائیں ہاتھ کی پشت پر داہنا ہاتھ مارے جس سے معلوم ہوا کہ عورت نماز میں ضرورت کے وقت بھی کسی کو اپنی آواز نہ سنائے اسی طرح میلاد شریف میں باجے کے ساتھ نعت خوانی کرنا بہت ہی گناہ ہے کہ باجہ کھیل کود اور لغویات میں سے ہے ویسے ہی باجہ سے کھیلنا حرام ہے اور خاص نعت خوانی جو کہ عبادت ہے۔ اس کو باجے پر استعمال کرنا اور بھی جرم ہے اگر کسی جگہ میلاد شریف میں یہ خرابیاں پیدا کر دی گئیں ہوں تو ان خرابیوں کو دور کی جاوے۔ لیکن اصل میلاد شریف کو بند نہ کیا جاوے اگر عورت بلند آواز سے قرآن کی تلاوت کرے یا لوگ قرآن کریم باجے سے پڑھنے لگیں تو ان بیہودگیوں کو مٹا دو۔ قرآن پڑھنا نہ روکو کیونکہ یہ عبادت ہے۔

میلاد شریف قرآن و احادیث و اقوال علماء اور ملائکہ اور پیغمبروں کے فعل سے ثابت ہے قرآن کریم میں ارشاد ہوا۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے **واذکروا نعمۃ علیکم** اور حضور کی تشریف آوری اللہ کی بڑی نعمت ہے میلاد پاک میں اسی کا ذکر ہے لہذا محفل میلاد کرنا اس آیت پر عمل ہے۔

(۲) **واما بنعمۃ ربلک فحدث** اپنے رب کی نعمتوں کا خوب چرچا کرو۔

(پارہ ۳۰ سورہ ضحیٰ آیت نمبر ۱۱)

اور حضور علیہ السلام کی دنیا میں تشریف آوری تمام نعمتوں سے بڑھ کر نعمت ہے کہ رب تعالیٰ نے اس پر احسان جتایا ہے اس کا چرچا کرنا اسی آیت پر عمل ہے۔ آج کسی کے فرزند پیدا ہو تو ہر سال تاریخ پیدائش پر سالگرہ کا جشن کرتا ہے۔ کسی کو سلطنت ملی تو ہر سال اس تاریخ پر جشن جلوس مناتا ہے تو جس تاریخ کو دنیا میں سب سے بڑی نعمت آئی اس پر خوشی منانا کیوں منع ہوگا؟ خود قرآن کریم نے حضور علیہ السلام کا میلاد جگہ جگہ ارشاد فرمایا فرماتا ہے۔ **لقد جاء کم رسول الآیۃ** اے مسلمانوں تمہارے پاس عظمت والے رسول تشریف لے آئے اس میں تو ولادت کا ذکر ہوا پھر فرمایا **من انفسکم** حضور علیہ السلام کا نسب نامہ بیان ہوا کہ وہ تم میں سے یا تمہاری بہترین جماعت میں سے ہیں۔ **حریص علیکم** سے آخر تک حضور علیہ السلام کی نعت بیان ہوئی آج میلاد شریف میں یہ ہی تین باتیں بیان ہوتی ہیں۔

لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولا۔

ترجمہ: اللہ نے مسلمانوں پر بڑا ہی احسان کیا کہ ان میں اپنے رسول علیہ السلام کو بھیج دیا۔

(پارہ ۴ سورہ ال عمران آیت نمبر ۱۶۴)

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق۔

ترجمہ: رب العالمین وہ قدرت والا ہے۔ جس نے اپنے پیغمبر علیہ السلام کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا۔

(پارہ ۲۸ سورہ ۶۱ آیت نمبر ۹)

غرضکہ بہت سی آیات ہیں جن میں حضور علیہ السلام کی ولادت پاک کا ذکر فرمایا گیا۔ معلوم ہوا کہ میلاد کا ذکر سنت الٰہیہ ہے۔ اب اگر جماعت کی نماز میں امام یہ ہی آیات ولادت پڑھے تو عین نماز میں میرے آقا کا میلاد ہوتا ہے۔ دیکھو امام صاحب کے پیچھے مجمع بھی ہے اور قیام بھی ہو رہا ہے۔ پھر ولادت پاک کا ذکر بھی ہے بلکہ خود کلمہ طیبہ میں میلاد شریف ہے کیونکہ اس میں محمد رسول اللہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ رسول کے معنی ہیں بھیجے ہوئے اور بھیجنے کے لئے آنا ضروری ہے حضور علیہ السلام کی تشریف آوری کا ذکر ہو گیا۔ اصل میلاد پایا گیا۔ قرآن کریم نے تو انبیاء علیہم السلام کا بھی میلاد بیان فرمایا ہے۔ سورہ مریم میں حضرت مریم کا حاملہ ہونا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت پاک کا ذکر۔ حتیٰ کا مریم کا دروازہ۔ اس تکلیف میں جو کلمات فرمائے کہ **یلیتنی مت قبل ھذا** (پارہ ۱۶ سورہ ۱۹ آیت نمبر ۲۳) پھر ان کی ملائکہ کی طرف سے تسلی پانا۔ پھر یہ کہ حضرت مریم نے اس وقت کیا غذا کھائی۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قوم سے کلام فرمانا غرضکہ سب ہی بیان فرمایا۔ یہ ہی میلاد خواں بھی پڑھتا ہے کہ حضرت آمنہ خاتون نے ولادت پاک کے وقت فلاں فلاں معجزات دیکھے۔ پھر یہ فرمایا پھر اس طرح حوران بہشتی آپ کی امداد کو آئیں۔ پھر کعبہ معظمہ نے آمنہ خاتون کے گھر کو سجدہ کیا۔ وغیرہ وغیرہ وہی قرآنی سنت ہے اسی طرح قرآن نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ان کی شیر خوارگی ان کی پرورش ان کا چلنا پھرنا مدین میں جانا حضرت شعیب کی خدمت میں جانا، وہاں رہنا اور ان کی بکریاں چرانا، ان کا نکاح ان کی نبوت ملنا سب کچھ بیان فرمایا۔ یہ ہی باتیں میلاد پاک میں ہوتی ہیں۔

مدارج النبوۃ وغیرہ نے فرمایا کہ سارے پیغمبروں نے اپنی اپنی امتوں کو حضور علیہ السلام کی تشریف آوری کی خبریں دیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان تو قرآن نے بھی نقل فرمایا۔

ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔

ترجمہ: میں ایسے رسول کی خوشخبری دینے والا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام پاک احمد ہے۔

(پارہ ۲۸ سورہ ۶۱ آیت نمبر ۶)

سبحان اللہ بچوں کے نام پیدائش کے ساتویں روز ماں رکھتے ہیں۔ مگر ولادت پاک سے ۵۷۰ سال پہلے مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ان کا نام احمد ہے۔ ہوگا نہ فرمایا۔ معلوم ہوا کہ ان کا نام پاک رب تعالیٰ نے رکھا۔ کب رکھا؟ یہ تو رکھنے والا جانے۔

یہ بھی میلاد شریف ہے۔صرف اتنا فرق ہوا کہ ان حضرات نے اپنی قوم کے مجمعوں میں فرمایا کہ وہ تشریف لائیں گے۔ہم اپنے مجمعوں میں کہتے ہیں کہ وہ تشریف لے آئے۔فرق ماضی و مستقبل کا ہے بات ایک ہی ہے۔ثابت ہوا کہ میلاد سنت انبیاء بھی ہے۔

رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ قل بفضل اللہ و برحمتہ فبذلك فلیفرحوا یعنی اللہ کے فضل ورحمت پر خوب خوشیاں مناؤ۔
(پارہ ۱۱ سورہ یونس آیت نمبر ۵۸)

معلوم ہوا کہ فضل الٰہی پر خوشی منانا اسی آیت پر عمل ہے اور چونکہ یہاں خوشی مطلق ہے۔

ہر جائز خوشی اس میں داخل۔لہٰذا محفل میلاد کرنا وہاں کی زیب وزینت سج دھج وغیرہ سب باعث ثواب ہیں۔

(۴) مواہب لدنیہ اور مدارج النبوۃ وغیرہ میں ذکر ولادت میں ہے کہ شب ولادت میں ملائکہ نے آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا کے دروازہ پر کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام عرض کیا۔ہاں ازلی راندہ ہوا شیطان رنج وغم میں بھاگا بھاگا پھرا۔اس سے معلوم ہوا کہ میلاد سنت ملائکہ بھی ہے۔اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بوقت پیدائش کھڑا ہونا ملائکہ کا کام ہے۔اور بھاگا بھاگا پھرنا شیطان کا فعل۔اب لوگوں کو اختیار ہے کہ چاہے تو میلاد پاک کے ذکر کے وقت ملائکہ کے کام پر عمل کریں یا شیطان کے۔

(۵) خود حضور علیہ السلام نے مجمع صحابہ کے سامنے منبر پر کھڑے ہو کر اپنی ولادت پاک اور اپنے اوصاف بیان فرمائے۔جس سے معلوم ہوا کہ میلاد پڑھنا سنت رسول اللہ ﷺ بھی ہے۔

چنانچہ مشکوۃ جلد دوم باب فضائل سید المرسلین فصل ثانی میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک دن حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔شاید حضور علیہ السلام تک خبر پہنچی تھی کہ بعض لوگ ہمارے نسب پاک میں طعن کرتے ہیں۔فقام النبی ﷺ علی المنبر فقال من انا پس منبر پر قیام فرما کر پوچھا بتاؤ میں کون ہوں؟ سب نے عرض کیا کہ آپ رسول اللہ ہیں فرمایا میں محمد ابن عبداللہ ابن عبدالمطلب ہوں۔اللہ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو ہم کو بہتر مخلوق میں سے کیا۔پھر ان کے دو حصے کئے عرب وعجم۔ہم کو ان میں سے بہتر یعنی عرب میں سے کیا۔پھر عرب کے چند قبیلے فرمائے۔ہم ان کے بہتر یعنی قریش میں سے کیا۔
(مشکوۃ المصابیح الفصل الاول باب فضائل سید المرسلین ص ۵۱۲ مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی)

اسی مشکوۃ اسی فصل میں ہے کہ ہم خاتم النبیین ہیں اور ہم حضرت ابراہیم کی دعا حضرت عیسیٰ کی بشارت اور اپنی والدہ کا دیدار ہیں۔جو انہوں نے ہماری ولادت کے وقت دیکھا کہ ان سے ایک نور چمکا جس سے شام کی عمارتیں ان کو نظر آئیں۔
(مشکوۃ المصابیح الفصل الاول باب فضائل سید المرسلین ص ۵۱۲ مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی)

اس مجمع میں حضور علیہ السلام نے اپنا نسب نامہ اپنی نعت شریف اپنی ولادت پاک کا واقعہ بیان فرمایا۔یہ ہی میلاد شریف میں ہوتا ہے۔ایسی صدہا احادیث پیش کی جاسکتی ہیں۔

(۶) صحابہ کرام ایک دوسرے کے پاس جا کر فرمائش کرتے تھے کہ ہم کو حضور علیہ السلام کی نعت شریف سناؤ۔معلوم ہوا کہ میلاد سنت صحابہ بھی ہے۔چنانچہ مشکوۃ باب فضائل سید المرسلین فصل اول میں ہے کہ حضرت عطا ابن یسار فرماتے ہیں کہ میں عبداللہ ابن عمرو ابن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور عرض کیا کہ مجھے حضور علیہ السلام کی وہ نعت سناؤ جو کہ توریت شریف میں ہے۔انہوں نے پڑھ کر سنائی۔اسی طرح حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور علیہ السلام کی نعت پاک توریت میں یوں پاتے ہیں محمد اللہ کے رسول ہیں۔میرے پسندیدہ بندے ہیں نہ کج خلق،نہ سخت طبیعت،ان کی ولادت مکہ مکرمہ میں اور ان کی ہجرت طیبہ میں۔ان کا ملک شام میں ہوگا۔ان کی امت خدا کی بہت حمد کرے گی کہ رنج وخوشی ہر حال میں خدا کی حمد کرے گی۔
(مشکوۃ المصابیح الفصل الاول باب فضائل سید المرسلین ص ۵۱۲ مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی)

(۷) یہ تو مقبول بندوں کا ذکر تھا۔ کفار نے بھی ولادت پاک کی خوشی منائی۔ تو کچھ نہ کچھ فائدہ حاصل ہی کر لیا۔ چنانچہ بخاری جلد دوم کتاب النکاح باب وامھاتکم التی ارضعنکم و ما یحرم من الرضاعتہ میں ہے۔

فلما مات ابولھب اریہ بعض اھلہ بشر ھیئۃ قال لہ ماذا بقیت قال ابو لھب لم الق بعدکم خیرا انی سقیت فی ھذہ بعتاقتی ثوبیۃ۔

ترجمہ: جب ابولہب مر گیا تو اس کو اس کے بعض گھر والوں نے خواب میں برے حال میں دیکھا پوچھا کیا گزری! ابولہب بولا کہ تم سے علیحدہ ہو کر مجھے کوئی خیر نصیب نہ ہوئی۔ ہاں مجھے اس کلمہ کی انگلی سے پانی ملتا ہے۔ کیونکہ میں نے ثوبیہ لونڈی کو آزاد کیا تھا۔

(صحیح بخاری کتاب النکاح باب وامھاتکم اللاتی ارضعنکم ج ۵ ص ۱۹۶۱ رقم الحدیث ۴۸۱۳ مطبوعہ دار ابن کثیر بیروت)، (مصنف عبدالرزاق ج ۷ ص ۴۷۸ رقم الحدیث ۱۳۹۵۵ مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)، (سنن الکبریٰ للبیہقی ج ۷ ص ۱۶۲ رقم الحدیث ۱۳۷۰۱ مطبوعہ مکتبہ دار الباز مکۃ المکرمۃ)، (شعب الایمان للبیہقی ج ۱ ص ۲۶۱ رقم الحدیث ۲۸۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۱۰۸ مطبوعہ دار صادر بیروت)

بات یہ تھی کہ ابولہب حضرت عبداللہ کا بھائی تھا۔ اس کی لونڈی ثوبیہ نے آ کر اس کو خبر دی کہ آج تیرے بھائی عبداللہ کے گھر فرزند (محمد رسول اللہ) پیدا ہوئے ﷺ۔ اس نے خوشی میں اس لونڈی کو آزاد کر دیا۔ اس لونڈی کی برکت سے اللہ نے اس پر یہ کرم کیا کہ جب دوزخ میں وہ پیاسا ہوتا ہے تو اپنی اس انگلی کو چوستا ہے۔ پیاس بجھ جاتی ہے۔ حالانکہ وہ کافر تھا۔ ہم مومن۔ وہ دشمن تھا ہم ان کے بندے بے دام۔ اس نے بھتیجے کے پیدا ہونے کی خوشی کی تھی۔ نہ کہ رسول اللہ کی۔ ہم رسول اللہ کی ولادت کی خوشی کرتے ہیں ﷺ۔ تو وہ کریم ہیں ہم ان کے بھکاری وہ کیا کچھ نہ دیں گے۔

دوستاں را کجا کنی محروم
تو کہ با دشمناں نظر داری

حاشیہ ......☆

حافظ شمس الدین محمد بن عبداللہ جزری متوفی ۶۶۰ھ لکھتے ہیں۔

فاذا کان ابو لھب الکافر الذی نزل القران بذمہ جوزی فی النار بفرحہ لیلۃ مولد النبی ﷺ بہ فما حال المسلم الموحد من امۃ النبی ﷺ یسر بمولدہ وبذل ما تصل الیہ قدرتہ فی محبتہ ﷺ؟ لعمری انما یکون جزاؤہ من اللہ الکریم ان یدخلہ بفضلہ جنات النعیم۔

ترجمہ: حضور نبی اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت کے موقع پر خوشی منانے کے اجر میں اس ابولہب کے عذاب میں بھی تخفیف کر دی جاتی ہے جس کی مذمت میں قرآن حکیم میں ایک مکمل سورت نازل ہوئی ہے۔ تو امت محمدیہ کے اس مسلمان کو ملنے والے اجر و ثواب کا کیا عالم ہو گا جو آپ ﷺ کے میلاد کی خوشی مناتا ہے اور آپ ﷺ کی محبت و عشق میں حسب استطاعت خرچ کرتا ہے؟ خدا کی قسم! میرے نزدیک اللہ تعالیٰ ایسے مسلمان کو اپنے حبیب مکرم ﷺ کی خوشی منانے کے طفیل اپنی نعمتوں بھری جنت عطا فرمائیں گے۔

(الحاوی للفتاویٰ ص ۲۰۶)، (سبل الھدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد ﷺ ج ۱ ص ۳۶۶۔۳۶۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

علامہ محمد بن یوسف متوفی ۹۴۲ھ لکھتے ہیں۔

کان اول من فعل بالموصل عمر بن محمد الملاء احد الصالحین المشھورین وبہ اقتدی فی ذلک اربل وغیرھم رحمھم اللہ تعالی۔

ترجمہ: پہلا شخص جنہوں نے اہتمام اور شان و شوکت سے موصل میں محفل میلاد منائی وہ شیخ عمر بن محمد تھے جو مشہور صالحین میں سے تھے اور صاحب اربل ابوسعید مظفر اور ان کے علاوہ دوسروں نے اس عمل میں ان کی پیروی کی ہے۔

(سبل الھدیٰ والرشاد ج ۱ ص ۳۶۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

مدارج النبوۃ جلد دوم حضور علیہ السلام کی رضاعت کے وصل میں اسی ابولہب کے واقعہ کو بیان فرما کر فرماتے ہیں۔

دوریں جا سند است مراہل موالید را کہ در شب میلاد آں سرور سرور کنند وبذل نمایند یعنی ابولہب کہ کافر بود چوں بسرور میلاد آں حضرت جزا دادہ شد تا حال مسلماں کہ مملواست بمحبت وسرور وبذل مال دردے چہ باشد لیکن باید کہ از بدعت ہا کہ عوام احداث کردہ انداز تغنی وآلات محرمہ ومنکرات خالی باشد۔

ترجمہ: اس واقعہ میں مولودوالوں کی بڑی دلیل ہے جو حضور علیہ السلام کی شب ولادت میں خوشیاں مناتے اور مال خرچ کرتے ہیں یعنی ابولہب جو کافر تھا جب حضور کی ولادت کی خوشی اور لونڈی کے دودھ پلانے کی وجہ سے انعام دیا گیا تو اس مسلمان کا کیا ہوگا جو محبت خوشی سے بھرا ہوا ہے اور مال خرچ کرتا ہے لیکن چاہیئے کہ محفل میلاد شریف عوام کی بدعتوں یعنی گانے اور حرام باجوں وغیرہ سے خالی ہو۔

(۸) ہر زمانہ اور ہر جگہ میں علماء واولیاء مشائخ اور عامۃ المسلمین اس میلاد شریف کو مستحب جان کر کرتے رہے اور کرتے ہیں۔ حرمین شریفین میں بھی نہایت اہتمام سے یہ مجلس پاک منعقد کی جاتی ہے۔ جس ملک میں بھی جاؤ۔ مسلمانوں میں یہ عمل پاؤ گے۔ اولیاء اللہ وعلماء امت نے اس کے بڑے بڑے فائدے اور برکات بیان فرمائی ہیں۔ ہم حدیث نقل کر چکے ہیں کہ جس کام کو مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے قرآن فرماتا ہے۔ لتكونوا شهدآء (پارہ ۲ سورہ ۲ آیت نمبر ۱۴۳) تا کہ تم اے مسلمانو گواہ ہو۔ حدیث پاک میں بھی ہے۔ انتم شهدآء الله فی الارض تم زمین میں اللہ کے گواہ ہو۔ لہذا محفل میلاد پاک مستحب ہے۔

آخر مجمع البحار صفحہ ۵۵۰ میں ہے کہ شیخ محمد طاہر محدث ربیع الاول کے متعلق فرماتے ہیں فانه شهر امرنا باظهار الحبور فيه كل عام معلوم ہوا کہ ربیع الاول میں ہر سال خوشی منانے کا حکم ہے۔

تفسیر روح البیان پارہ ۲۶ سورہ فتح زیر آیت محمد رسول اللہ ہے۔

ومن تعظيمه عمل المولد اذا لم يكن فيه منكر قال الامام السيوطي يستحب لنا اظهار الشكر لمولده عليه السلام۔

پھر فرماتے ہیں۔ فقد قال ابن الحجر الهيتمي ان البدعة الحسنة متفق على ندبها و عمل المولد واجتماع الناس له كذلك بدعة حسنة قال السخاوي۔

لم يفعله احد من القرون الثلثة وانما حدث بعد ثم لازال اهل الاسلام من سائر الاقطار والمدن الكبار يعملون المولد ويتصدقون بانواع الصدقت و يعتنون بقراءة مولده الكريم ويظهر من بركاته عليهم كل فضل عظيم قال ابن الجوزى من خواصه انه امان فى ذلك العام وبشرى عاجلة بنيل البغته والمرام واول من احدثه من الملوك صاحب اربل وصنف له ابن دحية كتابا فى المولد فاجازه بالف دينار وقد استخرج له الحفظ ابن حجر اصلاً من السنة و كذا الحافظ السيوطى ورد على انكارها فى قوله ان عمل المولد بدعة مذمومة۔

ترجمہ: میلاد شریف کرنا حضور علیہ السلام کی تعظیم ہے جبکہ وہ بری باتوں سے خالی ہو امام سیوطی فرماتے ہیں کہ ہم کو حضور علیہ السلام کی ولادت پر شکر کا اظہار کرنا مستحب ہے ابن حجر ہیثمی نے فرمایا کہ بدعت حسنہ کے مستحب ہونے پر سب کا اتفاق ہے اور میلاد شریف کرنا اور اس میں لوگوں کا جمع ہونا بھی اسی طرح بدعت حسنہ ہے امام سخاوی نے فرمایا کہ میلاد شریف تینوں زمانوں میں کسی نے کیا بعد میں ایجاد ہوا پھر ہر طرف کے اور ہر شہر کے مسلمان ہمیشہ مولود شریف کرتے رہے اور کرتے ہیں اور طرح طرح کے صدقہ وخیرات کرتے ہیں اور حضور علیہ السلام کے میلاد پڑھنے کا

بڑا اہتمام کرتے ہیں۔ اس مجلس پاک کی برکتوں سے ان پر اللہ کا بڑا ہی فضل ہوتا ہے امام ابن جوزی فرماتے ہیں کہ میلاد شریف کی تاثیر یہ ہے کہ سال بھر اس کی برکت سے امن رہتی ہے اور اس میں مرادیں پوری ہونے کی خوشخبری ہے جس بادشہ نے پہلے اس کو ایجاد کیا وہ شاہ اربل ہے اور ابن دحیہ نے اس کے لئے میلاد شریف کی ایک کتاب لکھی جس پر بادشاہ نے اس کو ہزار اشرفیاں نذر کیں اور حافظ ابن حجر اور حافظ سیوطی نے اس کی اصل سنت سے ثابت کی ہے اور ان کا کیا ہے جو اس کو بدعت سیئہ کہہ کر منع کرتے ہیں۔

(تفسیر روح البیان ج ۹ ص ۶۸ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

ملا علی قاری مورد الروی میں دیباچہ کے متصل فرماتے ہیں **لا زال اهل الاسلام يحتفلون فی كل سنه جديدة ويعتنون بقراء مولده الكريم ويظهر عليهم من بركاته كل فضل عظيم** اور اسی کتاب کے دیباچہ میں یہ اشعار فرماتے ہیں۔

لهذا الشهر فی الاسلام فضل ومنقبته تفوق علی الشهور

ربيع فی ربيع فی ربيع ونور فوق نور فوق نور

ان عبارات سے تین باتیں معلوم ہوئیں۔ ایک یہ کہ مشرق و مغرب کے مسلمان اس کو اچھا جان کر کرتے ہیں دوسرے یہ کہ بڑے بڑے علماء فقہاء محدثین مفسرین وصوفیاء نے اس کو اچھا جانا ہے جیسے امام سیوطی۔ علامہ ابن حجر ہیتمی امام سخاوی، ابن جوزی، حافظ ابن حجر وغیرہم۔ تیسرے یہ کہ میلاد پاک کی برکت سے سال بھر تک گھر میں امن۔ مراد پوری ہونا، مقاصد بر آنا حاصل ہوتا ہے۔

(المورد الروی فی المولد النبوی اردو ص ۵ ناشر مکتبہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ)

(۹) عقل کا بھی تقاضا ہے کہ میلاد شریف بہت مفید محفل ہے۔ اس میں چند فائدے ہیں۔ مسلمانوں کے دل میں حضور علیہ السلام کے فضائل سن کر حضور علیہ السلام کی محبت بڑھتی ہے۔ شیخ عبدالحق دہلوی اور دیگر صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کی محبت بڑھانے کے لئے زیادتی درود شریف اور حضور علیہ السلام کے احوال زندگی کا مطالعہ ضروری ہے پڑھے لکھے لوگ تو کتابوں میں حالات دیکھ سکتے ہیں۔ مگر ناخواندہ لوگ نہیں پڑھ سکتے۔ ان کو اس طرح سننے کا موقعہ مل جاتا ہے یہ مجلس پاک غیر مسلموں میں تبلیغ احکام کا ذریعہ ہے کہ وہ بھی اس میں شریک ہوں۔ حضور علیہ السلام کے حالات طیبہ سنیں۔ اسلام کی خوبیاں دیکھیں۔ خدا توفیق دے تو اسلام لے آویں۔ تیسرے یہ کہ اس مجلس کے ذریعہ سے مسلمانوں کو مسائل دینیہ بتانے کا موقعہ ملتا ہے۔ بعض دیہات کے لوگ جمعہ میں آتے نہیں اور اس طرح سے بلاؤ تو جمع نہیں ہوتے۔ ہاں محفل میلاد شریف کا نام لو تو فوراً بڑے شوق سے جمع ہو جاتے ہیں۔ خود میں نے بھی اس کا بہت تجربہ کیا۔ اب اسی مجلس میں مسائل دینیہ بتاؤ ان کو ہدایت کرو اچھا موقعہ ملتا ہے۔

چوتھے یہ کہ میلاد شریف میں ایسی نظمیں بنا کر پڑھی جاویں جس میں مسائل دینیہ ہوں اور مسلمانوں کو ہدایت کی جاوے کیونکہ بمقابلہ نثر کے نظم دل میں زیادہ اثر کرتی ہے۔ اور جلد یاد ہوتی ہے۔ پانچویں یہ کہ اس مجلس میں سنتے سنتے مسلمانوں کو حضور علیہ السلام کا نسب شریف اولاد پاک ازواج، مطہرات اور ولادت پاک و پرورش کے حالات یاد ہو جائیں گے۔ آج مرزائی۔ رافضی وغیرہم کو اپنے مذاہب کی پوری پوری معلومات ہوتی ہیں۔ رافضی کے بچوں کو بھی بارہ اماموں کے نام اور خلفائے راشدین کے اسماء تبرا کرنے کو یاد ہوں گے مگر اہل سنت کے بچے تو کیا بوڑھے بھی اس سے غافل ہیں۔ میں نے بہت سے بوڑھوں کو پوچھا کہ حضور علیہ السلام کی اولاد کتنی ہے؟ داماد کتنے ہیں! بے خبر پایا۔ اگر ان مجلسوں میں ان کا چرچا رہے تو بہت مفید ہو۔ بنی ہوئی چیز کو نہ بگاڑو۔ بلکہ بگڑی ہوئی چیز کو بنانے کی کوشش کرو۔

(۱۰) مخالفین کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ صاحب نے فیصلہ ہفت مسئلہ میں محفل میلاد شریف کو جائز اور باعث فرکت فرمایا چنانچہ وہ اس کے صفحہ ۸ پر فرماتے ہیں۔ کہ مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولود شریف میں شریک ہوتا ہوں۔ بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد

کرتا ہوں اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں" عجیب بات ہے کہ پیر صاحب تو مولود شریف کو ذریعہ برکات سمجھ کر ہر سال کریں اور مریدین مخلصین کا عقیدہ ہو (کہ شرک وکفر کی محفل ہے محفل میلاد) نہ معلوم ہوا کہ اب پیر صاحب پر کیا فتوے لگے گا؟

(۱۱) ہم عرس کی بحث میں عرض کریں گے کہ فقہاء کے نزدیک بغیر دلیل کراہت تنزیہی کا بھی ثبوت نہیں ہوسکتا۔ حرمت تو بہت بڑی چیز ہے اور استحباب کے لئے صرف اتنا کافی ہے کہ مسلمان اس کو اچھا جانیں تو جو کام شریعت میں منع نہیں اور مسلمان اس کو نیت خیر سے کرے یا کہ عام مسلمان اس کو اچھا جانتے ہوں وہ مستحب ہے اس کا ثبوت بدعت کی بحث میں بھی ہو چکا۔ تو محفل میلاد شریف کے متعلق کہا جاسکتا ہے کہ شرعاً یہ منع نہیں اور مسلمان اس کو کار ثواب سمجھتے ہیں نیت خیر سے کرتے ہیں لہذا یہ مستحب ہے مگر حرام کہنے والے پر اس کی حرمت پر کونسی قطعی الثبوت یا آیت لائیں گے صرف بدعت کہہ دینے سے کام نہیں چلتا۔

دوسرا باب

میلاد شریف پر اعتراضات وجوابات میں

مخالفین کے اس پر حسب ذیل اعتراضات ہیں اور ان کے حسب ذیل جوابات ہیں۔

اعتراض (۱)......۔ محفل میلاد بدعت ہے کہ نہ حضور علیہ السلام کے زمانہ میں ہوئی اور نہ صحابہ کرام وتابعین کے زمانہ میں۔ اور ہر بدعت حرام ہے لہذا مولود حرام۔

جواب:۔ میلاد شریف کو بدعت کہنا نادانی ہے۔ ہم پہلے باب میں بتا چکے کہ اصل میلاد وسنت الٰہیہ سنت انبیاء۔ سنت ملائکہ سنت رسول اللہ ﷺ سنت صحابہ کرام سنت صالحین اور عام مسلمانوں کا معمول ہے۔ پھر بدعت کیسی؟ اور اگر بدعت ہو بھی۔ تو ہر بدعت حرام نہیں۔ ہم بدعت کی بحث میں عرض کر چکے ہیں کہ بدعت واجب بھی ہوتی ہے اور مستحب بھی جائز بھی ہوتی ہے اور مکروہ حرام بھی۔ نیز پہلے باب میں تفسیر روح البیان کے حوالہ سے بتا چکے کہ یہ محفل بدعت حسنہ مستحبہ ہے۔ حضور علیہ السلام کا ذکر کیونکر حرام ہوسکتا ہے۔

اعتراض (۲)......۔ اس مجلس میں بہت سی حرام باتیں ہوتی ہیں مثلاً عورتوں مردوں کو خلط ملط داڑھی منڈوں کا نعت خوانی کرنا۔ غلط روایات پڑھنا گویا کہ یہ مجلس حرام باتوں کا مجموعہ ہے۔ لہذا حرام ہے۔

جواب:۔ اولاً یہ حرام چیزیں ہر مجلس میلاد میں ہوتی نہیں۔ بلکہ اکثر نہیں ہوتیں۔ عورتیں پردوں میں علیحدہ بیٹھتی ہیں۔ اور مرد علیحدہ۔ پڑھنے والے پابند شریعت ہوتے ہیں۔ روایات بھی صحیح بلکہ ہم نے تو یہ دیکھا ہے کہ پڑھنے والے سننے والے باوضو بیٹھتے ہیں۔ سب درود شریف پڑھتے رہتے ہیں۔ اور رقت طاری ہوتی ہے بسا اوقات آنسو جاری ہوتے ہیں اور محبوب علیہ السلام کا ذکر پاک ہوتا ہے۔

لذت بادہ عشقش زمن مست مپرس ذوق ایں مے نہ شناسی بخدا تا نہ چشتی

ہائے کمبخت تو نے پی ہی نہیں

اور اگر کسی جگہ یہ باتیں ہوتی بھی ہوں۔ تو یہ باتیں حرام ہوں گی اصل میلاد شریف یعنی ذکر ولادت مصطفیٰ علیہ السلام کیوں حرام ہوگا۔ بحث عرس میں ہم عرض کریں گے کہ حرام چیز کے شامل ہو جانے سے کوئی سنت یا جائز کام حرام نہیں ہو جاتا۔ ورنہ سب سے پہلے دینی مدرسے حرام ہونے چاہئیں۔ کیونکہ وہاں مرد بے داڑھی والے بچے جوانوں کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ ان کا آپس میں اختلاط بھی ہوتا

ہے بھی بھی اس کے برے نتیجے بھی برآمد ہوتے ہیں۔اور ترمذی و بخاری ابن ماجہ وغیرہ کتب حدیث وتفسیر پڑھتے ہیں۔ان میں تمام روایات صحیح نہیں ہوتیں۔بعض ضعیف بلکہ موضوع بھی ہوتی ہیں۔بعض طلباء بلکہ بعض مدرسین داڑھی منڈے بھی ہوتے ہیں تو کیا ان کی وجہ سے مدرسے بند کئے جائیں گے؟ نہیں بلکہ ان محرمات کو روکنے کی کوشش کی جاوے گی۔بتاؤ اگر داڑھی منڈا قرآن پڑھے تو کیسا؟ قرآن پڑھنا بند کرو گے؟ ہرگز نہیں تو اگر داڑھی منڈا میلاد شریف پڑھے تو کیوں بند کرتے ہو؟

اعتراض (۳)......:۔محفل میلاد کی وجہ سے رات کو دیر میں سونا ہوتا ہے۔جس کی وجہ سے فجر کی نماز قضا ہوتی ہے اور جس سے فرض چھوٹے وہ حرام لہذا میلاد حرام۔

جواب:۔ اولاً تو میلاد شریف ہمیشہ رات کو نہیں ہوتا۔بہت دفعہ دن میں بھی ہوتا ہے۔جہاں رات کو ہو وہاں بہت دیر تک نہیں ہوتا۔دس گیارہ بجے تک ختم ہو جاتا ہے اتنی دیر تک لوگ عموماً ویسے بھی جاگتے ہی ہیں۔اگر دیر لگ بھی جاوے۔تو نماز جماعت کے پابند لوگ صبح کو نماز کے وقت جاگ جاتے ہیں۔جیسا کہ بارہا کا تجربہ ہے لہذا یہ اعتراض محض ذکر رسول علیہ السلام کو روکنے کا بہانہ ہے اور اگر کبھی میلاد شریف دیر میں ختم ہوا اور اس کی وجہ سے کسی کی نماز کے وقت آنکھ نہ کھلی تو اس سے میلاد شریف کیوں حرام ہو گیا؟ دینی مدارس کے سالانہ جلسے دیگر مذہبی وقومی جلسے رات کو دیر تک ہوتے ہیں۔اور بعض جگہ نکاح کی مجلس آخر رات میں ہوتی ہے۔رات کی ریل سے سفر کرنا ہوتا ہے تو بہت رات تک جاگنا ہوتا ہے۔کہو کہ یہ جلسے،یہ نکاح۔یہ ریل کا سفر حرام ہے یا حلال؟ جب یہ تمام چیزیں حلال ہیں تو محفل میلاد پاک کیوں حرام کیوں حرام ہوگی؟ ورنہ وجہ فرق بیان کرنا ضروری ہے۔

اعتراض (۴)......:۔علامہ شامی نے جلد دوم کتاب الصوم بحث نذر اموات میں کہا کہ میلاد شریف سب سے بدتر چیز ہے۔اسی طرح تفسیرات احمدیہ شریف میں میلاد شریف کو حرام بتایا اور اس کے حلال جاننے والے کو کافر کہا۔جس سے معلوم ہوا کہ محفل میلاد سخت بری چیز ہے۔

جواب:۔ شامی نے مجلس میلاد شریف کو حرام نہ کہا بلکہ جس محفل میں گانے باجے اور لغویات ہوں اور اس کو لوگ میلاد کہیں۔کار ثواب سمجھیں اس کو منع فرمایا ہے چنانچہ وہ اسی بحث میں فرماتے ہیں۔

واقبح منه النذر بقراء المولد فی المنابر مع اشتماله علی الغناء واللعب وایهاب ثواب ذلك الی حضرت المصطفی۔

ترجمہ: اس سے بھی بری میناروں میں مولود پڑھنے کی نذر ماننا ہے۔باوجودیکہ اس مولود میں گانے اور کھیل کود ہوتے ہیں اس کا ثواب حضور علیہ السلام کو ہدیہ کرنا۔

(ردالمحتار علی درالمختار مطلب فی النذر الذی یقع للاموات الخ ج ۲ ص ۱۳۹ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

اسی طرح تفسیرات احمدیہ نے گانے کی مجالس کو منع کیا کہ جن میں کھیل تماشے بلکہ شراب نوشی بھی ہو۔اور لوگ اس کو سماع کہہ کر کار ثواب جانیں۔تفسیرات احمدیہ نے ان لغویات کی تصریح بھی کردی ہے دیکھو تفسیرات احمدیہ سورہ لقمان زیر آیت **و من الناس من یشتری لهو الحدیث** (پارہ ۲۱ سورہ ۳۱ آیت نمبر ۶) ہم نے بھی پہلے عرض کیا کہ محفل میلاد میں لغویات نہ ہوں گے۔میں نے خود کراچی میں دیکھا ہے کہ بعض جگہ باجے پر نعت پڑھتے ہیں اور اس کو میلاد شریف کہتے ہیں۔ایک بار سہوان ضلع بدایوں کے قریب کسی گاؤں میں ایک شخص نے اپنے باپ کی فاتحہ کرائی۔بجائے قرآن کی تلاوت کے گرافون ریکارڈ میں سورہ یاسین بجا کر اس کا ثواب باپ کی روح کو بخشا۔ایسی بیہودہ اور حرام باتوں کو کون جائز کہتا ہے؟ اسی طرح ان حضرات کے زمانہ میں بھی ایسی لغو اور بیہودہ مجلسیں ہوتی ہوں گی۔اسی کو یہ منع

فرمار ہے ہیں۔ اگر یہ مطلقاً میلا دشریف کو جائز ماننا کفر ہے تو حاجی امداداللہ صاحب پیرو مرشد بھی اسی میں شامل ہوئے جاتے ہیں۔

اعتراض (۵)......:۔ نعت خوانی حرام ہے کیونکہ یہ بھی ایک قسم کا گانا ہےاور گانے کی احادیث میں برائی آئی ہے۔ اسی طرح تقسیم شیرینی کہ یہ اسراف ہے۔

جواب:۔ نعت کہنا اور نعت پڑھنا بہترین عبادت ہے سارا قرآن حضور علیہ السلام کی نعت ہے۔ دیکھو اس کی تحقیق ہماری کتاب شان حبیب الرحمٰن میں۔ گزشتہ انبیائے کرام نے حضور علیہ السلام کی نعت خوانی کی۔ صحابہ کرام اور سارے مسلمان نعت شریف کو مستحب جانتے رہے خود حضور علیہ السلام نے اپنی نعت پاک سنی اور نعت خوانوں کو دعائیں دیں۔ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نعتیہ اشعار اور کفار کی مذمت منظوم کر کے حضور علیہ السلام کی خدمت میں لاتے تھے تو حضور علیہ السلام ان کے لئے مسجد میں منبر بچھوا دیتے تھے۔ حضرت حسان اس پر کھڑے ہو کر نعت شریف سنایا کرتے تھے اور حضور علیہ السلام دعائیں دیتے تھے کہ اللھم ایدہ بروح القدس اے اللہ احسان کی روح القدس سے امداد کر۔ (دیکھو مشکوۃ شریف جلد دوم باب الشعر)

(صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابۃ باب فضائل حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ ج ۴ ص ۱۹۳۲ رقم الحدیث ۲۴۸۵ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)، (سنن ابوداؤد کتاب الادب باب ما جاء فی الشعر ج ۴ ص ۳۰۳ رقم الحدیث ۵۰۱۳ مطبوعہ دار الفکر بیروت)، (سنن الکبریٰ للنسائی ج ۱ ص ۲۶۲ رقم الحدیث ۷۹۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ نعت گوئی اور نعت خوانی ایسی اعلیٰ عبادت ہے کہ اس کی وجہ سے حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مجلس مصطفیٰ علیہ السلام میں منبر دیا گیا۔ ابو طالب نے نعت لکھی۔ خرپوتی شرح قصیدہ بردہ میں ہے کہ صاحب قصیدہ بردہ کو فالج ہو گیا تھا۔ کوئی علاج مفید نہ ہوتا تھا۔ آخر کار قصیدہ بردہ شریف لکھا۔ رات کو خواب میں حضور کو کھڑے ہو کر سنایا شفا بھی پائی اور انعام میں چادر مبارک بھی ملی۔ نعت شریف سے دین و دنیا کی نعمتیں ملتی ہیں۔ مولانا جامی، امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما، حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ غرضیکہ سارے اولیاء و علماء نے نعتیں لکھیں اور پڑھی ہیں۔ ان حضرات کے قصائد نعتیہ مشہور ہیں۔ حدیث و فقہ میں گانے بجانے کی برائیاں ہیں نہ کہ نعت کی۔ جن گیتوں میں محرب اخلاق مضامین ہوں۔ عورتوں یا شراب کی تعریفیں ہوں واقعی وہ گانے ناجائز ہیں۔ اس کی پوری تحقیق کے لئے مرقاۃ شرح مشکوۃ باب مایقال بعد التکبیر (کتاب الصلوٰۃ) اور باب الشعر میں دیکھو۔

فقہاء فرماتے ہیں کہ فصیح و بلیغ اشعار کا سیکھنا فرض کفایہ ہے اگرچہ ان کے مضامین خراب ہوں۔ مگر ان کے الفاظ سے علوم میں مدد ملتی ہے۔ دیوان متنبی وغیرہ مدارس اسلامیہ میں داخل ہیں۔ حالانکہ ان کے مضامین گندے ہیں۔ تو نعتیہ اشعار سیکھنا یاد کرنا۔ پڑھنا جن کے مضامین بھی اعلیٰ الفاظ بھی پاکیزہ کس طرح ناجائز ہو سکتے ہیں؟ شامی کے مقدمہ میں شعر کی بحث میں ہے۔

ومعرفة شعرهم رواية ودراية عند فقهاء الاسلام فرض كفاية لانه تثبت به قواعد العربية وكلامهم وان فيه الخطاء في المعاني فلا يجوز فيه الخطاء في الالفاظ۔

ترجمہ: شعراء جاہلیت کے شعروں کو جاننا سمجھنا روایت کرنا فقہاء اسلام کے نزدیک فرض کفایہ ہے کیونکہ اس سے عربی قواعد ثابت کئے جاتے ہیں اور ان کے کلام میں اگرچہ معنوی خطا ممکن ہے مگر لفظی غلطی نہیں ہو سکتی۔

(ردالمحتار علی درالمختار مقدمہ ج ۱ ص ۳۵ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

گانے کی پوری تحقیق بحث عرس میں قوالی کے ماتحت آوے گی۔ ان شاء اللہ۔

تقسیم شیرینی بہت اچھا کام ہے خوشی کے موقعہ پر کھانا کھلانا مٹھائی تقسیم کرنا احادیث سے ثابت ہے۔ عقیقہ ولیمہ وغیرہ میں کھانے کی دعوت سنت ہے کیوں؟ اس لئے کہ یہ خوشی کا موقعہ ہے خاص نکاح کے وقت خرمے تقسیم کرنا بلکہ اس کا لٹانا سنت ہے۔ اظہار خوشی کے لئے مسلمان کا ذکر محبوب پاک پر خوشی ہوتی ہے۔ دعوت کرتا ہے۔ صدقہ و خیرات کرتا ہے۔ شیرینی تقسیم کرتا ہے اسی طرح اساتذہ کرام کا طریقہ

ہے کہ دینی کتاب شروع ہونے اور ختم ہونے پڑھنے والے سے شیرینی تقسیم کراتے ہیں۔ میں نے مینڈو ضلع علی گڑھ میں کچھ عرصہ تعلیم پائی ہے وہاں دیوبندیوں کا مدرسہ تھا مگر کتاب شروع ہونے پر شیرینی تقسیم کی جاتی تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ دینی اہم کام کرنے سے پہلے اور ختم کر کے تقسیم شیرینی سنت سلف صالحین ہے اور محفل میلاد بھی اہم دینی کام ہے اس سے پہلے اہل قرابت کو میلاد خوانوں اور مہمانوں کو کھانا کھلانا بعد میں حاضرین میں تقسیم شیرینی کرنا اسی میں داخل ہے اس تقسیم کی اصل قرآن وحدیث سے ملتی ہے۔ قرآن فرماتا ہے۔

یایها الذین امنوا اذا نا جیتم الرسول فقد موابین یدی نجوکم صدقة ذلك خیرلكم و اطهر۔

ترجمہ: اے ایمان والوں جب تم رسول سے کچھ آہستہ عرض کرنا چاہو تو اس سے پہلے کچھ صدقہ دے لو یہ تمہارے لئے بہتر اور بہت ستھرا ہے۔
(پارہ ۲۸ سورہ ۵۸ آیت نمبر ۱۲)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ شروع اسلام میں مالداروں پر ضروری تھا کہ جب حضور علیہ السلام سے کوئی ضروری مشورہ کریں تو پہلے خیرات کریں۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دینار خیرات کر کے حضور علیہ السلام سے دس مسئلہ پوچھے بعد میں اس کا وجوب منسوخ ہوگیا (دیکھو تفسیر خزائن العرفان وخازن ومدارک) اگر چہ وجوب منسوخ ہوگیا۔ مگر اباحت اصلیہ اور استحباب تو باقی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مزارات اولیاء اللہ پر کچھ شیرینی لے کر جانا۔ مرشدین اور صلحاء کے پاس کچھ لے کر حاضر ہونا مستحب ہے۔ اسی طرح احادیث وقرآن یا دینی کتب کے شروع کرتے وقت کچھ صدقہ کرنا بہتر ہے میلاد شریف پڑھنے سے پہلے کچھ خیرات کرنا کار ثواب ہے کہ ان میں بھی درحقیقت حضور ہی سے کلام کرنا ہے تفسیر فتح العزیز صفحہ ۸۶ میں شاہ عبدالعزیز صاحب نے ایک حدیث نقل کی۔ بیہقی در شعب الایمان از ابن عمر روایت کردہ کہ عمر ابن الخطاب سورہ بقرا با حقائس آن در مدت دوازدہ سال خواندہ فارغ شد وروزے ختم شترے را کشتہ طعام وافر پختہ یاران حضرت پیغمبر را خوارنید۔ بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عمر سے روایت کیا کہ حضرت فاروق نے سورہ بقرہ سال کی مدت میں اس کے رموز اسرار کے ساتھ پڑھی۔ جب فارغ ہوئے تو ختم کے دن ایک اونٹ ذبح کر کے بہت سا کھانا پکا کر صحابہ کرام کو کھلایا۔ اہم کار خیر سے فارغ ہو کر تقسیم شیرینی وطعام ثابت ہوا۔ میلاد پاک بھی اہم کام ہے بزرگان دین تو فرماتے ہیں کہ کسی اہل قرابت کے یہاں جاؤ تو خالی نہ جاؤ کچھ لے کر جاؤ تھادوا تحبوا ایک دوسرے کو ہدیہ دو محبت بڑھے گی۔ فقہاء فرماتے ہیں کہ جب دیار محبوب یعنی مدینہ پاک میں جاوے تو وہاں کے فقراء کو صدقہ دے کہ وہ اجیران رسول اللہ ﷺ ہیں۔ رب تعالیٰ کے یہاں بھی پہلا سوال یہ ہی ہوگا کہ کیا اعمال لائے؟۔

حق بفر ماید چہ آوردی مرا! اندران مہلت کہ من دادم ترا

یہ تقسیم اسراف نہیں۔ کسی نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ لاخیر فی السرف اسراف میں بھلائی نہیں۔ فوراً جواب دیا لاسرف فی الخیر بھلائی میں خرچ کرنا اسراف نہیں۔

اعتراض (۲)......: محفل میلاد کے لئے ایک دوسرے کو بلانا حرام ہے۔ دیکھو لوگوں کو بلا کر نفل کی جماعت بھی منع ہے تو کیا میلاد اس سے بڑھ کر ہے؟ (براہین)

جواب:۔ مجلس، وعظ، دعوت ولیمہ، مجالس امتحان محفل نکاح وعقیقہ وغیرہ میں لوگوں کو بلایا ہی جاتا ہے بولو یہ امور حرام ہو گئے یا حلال رہے؟ اگر کہو کہ نکاح و وعظ وغیرہ فرائض اسلامی ہیں لہذا ان کے لئے جمع کرنا حلال۔ تو جناب تعظیم رسول اللہ ﷺ اہم فرائض سے ہے۔ لہذا اس کے لئے بھی جمع کرنا حلال ہے۔ نماز پر دیگر حالات کو قیاس کرنا سخت جہالت ہے اگر کوئی کہے کہ نماز بے وضو منع ہے۔ لہذا تلاوت قرآن بھی بے وضو منع ہونی چاہیئے۔ وہ احمق ہے یہ قیاس مع الفارق ہے۔

اعتراض (۷):.......کسی کی یادگار منانا اور دن تاریخ مقرر کرنا شرک ہے اور میلاد شریف میں یہ دونوں ہیں لہذا یہ بھی شرک ہے۔

جواب:۔ خوشی کو یادگار منانا بھی سنت ہے۔اور دن و تاریخ مقرر کرنا مسنون۔اس کو شرک کہنا انتہاء کی جہالت و بے دینی ہے۔رب تعالٰی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا **وذکرھم بایام اللہ** (پارہ ۱۳ سورہ ۱۴ آیت نمبر ۵) یعنی بنی اسرائیل کو وہ دن بھی یاد دلاؤ جن میں اللہ تعالٰی نے بنی اسرائیل پر نعمتیں اتاریں۔جیسے غرق فرعون من وسلویٰ کا نزول وغیرہ (خزائن العرفان) معلوم ہوا کہ جن دنوں میں رب تعالٰی اپنے بندوں کو نعمت دے۔ان کی یادگار منانے کا حکم ہے۔مشکوۃ کتاب الصوم باب صوم التطوع فصل اول میں ہے۔

سئل رسول اللہ ﷺ عن صوم یوم الاثنین فقال فیہ ولدت فیہ انزل علی وحی۔

ترجمہ: حضور علیہ السلام سے دوشنبہ کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ اسی دن ہم پیدا ہوئے اور اسی دن ہم پر وحی کی ابتدا ہوئی۔

(صحیح مسلم کتاب الصیام باب استحباب صیام ثلثۃ ایام من کل شھر ج ۲ ص ۸۱۹ رقم الحدیث ۱۱۶۲ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)،(سنن الکبریٰ للبیہقی ج ۴ ص ۲۸۶ رقم الحدیث ۸۱۸۲ مطبوعہ مکتبۃ دار الباز مکۃ المکرمۃ)،(سنن الکبریٰ للنسائی ج ۲ ص ۱۴۶ رقم الحدیث ۲۷۷۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)،(مصنف عبد الرزاق ج ۴ ص ۲۹۶ رقم الحدیث ۷۸۶۵ مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)

ثابت ہوا کہ دوشنبہ کا روزہ اس لئے سنت ہے کہ یہ دن حضور علیہ السلام کی ولادت کا ہے۔اس سے تین باتیں معلوم ہوئیں۔ یادگار منانا سنت ہے اس کے لئے دن مقرر کرنا سنت ہے۔حضور علیہ السلام کی ولادت کی خوشی میں عبادت کرنا سنت ہے۔عبادت خواہ بدنی ہو جیسے روزہ اور نوافل یا مالی جیسے صدقہ اور خیرات تقسیم شیرینی وغیرہ۔مشکوۃ یہ ہی باب فصل ثالث میں ہے کہ جب حضور علیہ السلام مدینہ پاک میں تشریف لائے تو وہاں یہودیوں کو دیکھا کہ عاشورہ کے دن روزے رکھتے ہیں سبب پوچھا۔تو انہوں نے عرض کیا کہ اس دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کو رب نے فرعون سے نجات دی تھی۔ہم اس کے شکریہ میں روزہ رکھتے ہیں تو حضور علیہ السلام نے فرمایا۔فنحن احق واولیٰ بموسیٰ منکم ہم موسیٰ علیہ السلام سے تم سے زیادہ قریب ہیں **فصامہ وامر بصیامہ** خود بھی اس دن روزہ رکھا اور لوگوں کو عاشورہ کے روزہ کا حکم دیا۔چنانچہ اول اسلام میں یہ روزہ فرض تھا۔اب فرضیت تو منسوخ ہو چکی مگر استحباب باقی ہے۔اسی مشکوۃ کے اسی باب میں ہے کہ عاشورہ کے روزے کے متعلق کسی نے حضور علیہ السلام سے عرض کیا کہ اس میں یہود مشابہت اہل کتاب سے بچ گئے۔ہم نے شان حبیب الرحمٰن میں حوالہ کتب سے بیان کیا کہ پنجگانہ نمازوں کی رکعتیں مختلف کیوں ہیں۔فجر میں دو مغرب میں تین عصر میں چار وہاں جواب دیا ہے کہ یہ نمازیں گزشتہ انبیاء کی یادگاریں ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے دنیا میں آکر رات دیکھی تو پریشان ہوئے۔صبح کے وقت دو رکعت شکریہ ادا کیں۔حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے فرزند حضرت اسمعیل کا فدیہ دنبہ پایا۔لخت جگر کی جان بچی۔قربانی منظور ہوئی۔چار رکعت شکریہ ادا کیں۔یہ ظہر ہوئی وغیرہ وغیرہ معلوم ہوا کہ نماز کی رکعات بھی دیگر انبیاء کی یادگار ہیں۔حج تو از اول تا آخر ہاجرہ و اسمعیل و ابراہیم علیہ السلام کی یادگار ہے اب نہ تو وہاں پانی کی تلاش ہے اور نہ شیطان کا قربانی سے روکنا۔مگر صفا و مروہ کے درمیان چلنا بھاگنا منیٰ میں شیطان کو کنکر مارنا بدستور ویسے ہی موجود ہے۔محض یادگار کے لئے۔اس کی نفیس بحث کا مطالعہ کرو۔شان حبیب الرحمٰن میں۔

ماہ رمضان خصوصا شب قدر اس لئے افضل ہوئے کہ ان میں قرآن کریم کا نزول ہے رب تعالٰی فرماتا ہے۔**شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن** (پارہ ۲ سورہ ۲ آیت نمبر ۱۸۵) اور فرماتا ہے **انا انزلنہ فی لیلۃ القدر** (پارہ ۳۰ سورہ ۹۷ آیت نمبر ۱) جب قرآن کے نزول کی وجہ سے یہ مہینہ رات تا قیامت اعلٰی ہو گئے تو صاحب قرآن ﷺ کی ولادت پاک سے تا قیامت ربیع الاول اور اس کی

بارھویں تاریخ اعلیٰ وافضل کیوں نہ ہو۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی کے دن کو روز عید قرار دے دیا گیا۔ معلوم ہوا کہ جس دن تاریخ میں کسی اللہ والے پر اللہ کی رحمت آئی ہو۔ وہ دن تاریخ تا قیامت رحمت کا دن بن جاتا ہے دیکھو جمعہ کا دن اس لئے افضل ہے کہ اس دن میں گزشتہ انبیاء علیہم السلام پر ربانی انعام ہوئے کہ آدم علیہ السلام کی پیدائش انہیں سجدہ کرنا۔ ان کا دنیا میں آنا نوح علیہ السلام کی کشتی پار لگنا یونس علیہ السلام کا مچھلی کے پیٹ سے باہر آنا یعقوب علیہ السلام کا اپنے فرزند سے ملنا۔ موسیٰ علیہ السلام کا فرعون سے نجات پانا۔ پھر آئندہ قیامت کا آنا یہ سب جمعہ کے دن ہے لہذا جمعہ سید الایام ہو گیا۔

اسی طرح برعکس کا حال ہے کہ جن مقامات اور جن تاریخوں میں قوموں پر عذاب آیا ان سے ڈرو۔ منگل کے دن فصد نہ لو یہ خون کا دن ہے۔ اسی دن ہابیل قتل ہوا۔ اسی دن حضرت ہوا کو حیض شروع ہوا۔ دیکھو ان دنوں میں یہ واقعات کبھی ایک بار ہو چکے۔ مگر ان واقعات کی وجہ سے دن میں عظمت یا حقارت ہمیشہ کے لئے ہو گئی۔

معلوم ہوا کہ بزرگوں کی خوشی یا عبادت کی یادگاریں منانا عبادت ہے آج بھی یادگار اسمٰعیل شہید یادگار مولانا قاسم خود مخالفین مناتے ہیں۔ اگر کسی چیز کا مقرر کرنا شرک ہو جاوے تو مدرسہ دیوبند کی تاریخ امتحان مقرر تعطیل کے لئے ماہ رمضان مقرر دستار بندی کے لئے دورہ حدیث مقرر مدرسین کی تنخواہ مقرر کھانے اور سونے کے لئے وقت مقرر جماعت کے لئے گھنٹہ اور منٹ مقرر نکاح ولیمہ اور عقیقہ کے لئے تاریخیں مقرر۔ میلاد شریف کو شرک کرنے کے شوق میں اپنے گھر کو تو آگ نہ لگاؤ۔ یہ تاریخیں محض عادت کے طور پر مقرر کی جاتی ہیں۔ یہ کوئی بھی نہیں سمجھتا کہ اس تاریخ کے علاوہ اور تاریخ میں محفل میلاد جائز ہی نہیں۔ اسی لئے ہمارے یوپی میں ہر مصیبت کے وقت کسی کے انتقال کے بعد میلاد شریف کرتے ہیں۔ کاٹھیاواڑ میں خاص شادی کے دن، میت کے تیجہ، دسویں، چالیسویں کے دن میلاد شریف کرتے ہیں۔ پھر ماہ ربیع الاول میں ہر جگہ پورے ماہ میلاد شریف ہوتے رہتے ہیں۔ سوائے دیوبند کے ہر جگہ دستور ہے بلکہ سنا گیا ہے۔ کہ وہاں عام باشندے میلاد شریف برابر کرتے ہیں۔

خیال رہے کہ دن یا جگہ مقرر کرنا چند وجہ سے منع ہے۔ ایک یہ کہ وہ دن یا جگہ کسی بت سے نسبت رکھتی ہو۔ جیسے ہولی، دیوالی کے دن اس کی تعظیم کے لئے دیگ پکائے۔ یا مندر میں جا کر صدقہ کرے اسی لئے مشکوۃ باب النذر میں ہے کہ کسی نے بوانہ میں اونٹ ذبح کرنے کی منت مانی تو فرمایا۔ کیا وہاں کوئی بت یا کفار کا میلہ تھا عرض کیا نہیں۔ فرمایا جا اپنی نذر پوری کر۔ یا اس تعیین میں کفار سے مشابہت ہے۔ یا اسے واجب جاننا منع ہے یا جمعہ عید کے دن ہے اسے روزے کا دن نہ بناؤ۔

ان اعتراضات سے معلوم ہوا کہ مانعین کے پاس کوئی دلیل حرمت موجود نہیں۔ یوں ہی ایک چڑ پیدا ہو گئی ہے اس لئے محض قیاسات باطلہ سے حرام کہتے ہیں مگر یادر ہے۔

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدا تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

بحث قیام میلاد کے بیان میں

اس بحث میں ایک مقدمہ اور دو باب ہیں۔ مقدمہ میں قیام کے متعلق ضروری باتیں ہیں۔

مقدمہ

نماز میں دو طرح کی عبادتیں ہیں۔ قولی اور فعلی۔ قولی تو قرآن کریم کی تلاوت۔ رکوع سجود کی تسبیح التحیات وغیرہ کا پڑھنا۔ اور فعلی عبادت چار ہیں۔ قیام رکوع سجدہ بیٹھنا قیام کے معنی ہیں اس طرح سیدھا ہونا کہ ہاتھ گھٹنوں تک نہ پہنچ سکیں۔ رکوع کے معنی ہیں اس قدر جھکنا کہ گھٹنوں تک ہاتھ پہنچ جاویں۔ اسی لئے زیادہ کبڑے کے پیچھے تندرست کی نماز جائز نہیں۔ کیونکہ وہ قیام نہیں کرسکتا۔ ہر وقت رکوع میں ہی رہتا ہے۔ سجدہ کے معنی ہیں سات اعضا کا زمین پر لگنا۔ دونوں پاؤں کے پنجے دونوں گھٹنے دونوں ہتھیلیاں ناک پیشانی۔ اسلام سے پہلے دیگر انبیائے کرام کی امتوں میں کسی کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا۔ رکوع کرنا سجدہ کرنا اور بیٹھنا ہر کام جائز تھا۔ مگر عبادت کی نیت سے نہیں بلکہ تحیہ و تعظیم کے لئے خدائے پاک نے حضرت آدم علیہ السلام کو ملائکہ سے سجدہ تعظیمی کرایا۔ اور یعقوب علیہ السلام اور ان کے فرزندوں نے یوسف علیہ السلام کو سجدہ تعظیمی کیا (قرآن کریم) مگر اسلام نے تعظیمی قیام اور تعظیماً بیٹھنے کو تو جائز رکھا۔ مگر تعظیمی رکوع اور تعظیمی سجدہ حرام کردیا۔ معلوم ہوا کہ قرآن حدیث سے منسوخ ہوتا ہے کیونکہ غیر اللہ کے لئے سجدہ تعظیمی کا ثبوت تو قرآن سے ہے۔ اور اس کا نسخ حدیث پاک سے ہے۔ یہ بھی خیال رہے کہ کسی کے سامنے جھکنا یا زمین پر سر رکھنا جب حرام ہوگا جبکہ رکوع و سجدہ کی نیت سے یہ کام کرے۔ لیکن اگر کسی بزرگ کا جوتا سیدھا کرنے یا ہاتھ پاؤں چومنے کے لئے جھکا تو اگرچہ جھکنا تو پایا گیا۔ مگر چونکہ اس میں رکوع کی نیت نہیں ہے لہذا یہ رکوع نہیں ہاں تا حد پر رکوع جھک کر سلام کرنا حرام ہے یعنی تعظیماً تا حد رکوع جھکنا حرام اور جھکنا کسی اور کام کے لئے تھا۔ اور کام تعظیم کے لئے تو جائز جیسے کہ کسی کے جوتے سیدھے کرنا وغیرہ۔ یہ فرق ضرور خیال میں رہے بہت ہی باریک ہے۔ شامی جلد پنجم کتاب الکراہیۃ باب الاستبراء کے آخر میں ہے۔

الایماء فی الاسلام الی قریب الرکوع کالسجود وفی المحیط انه یکره الانحناء للسلطن وغیره۔

ترجمہ: اسلام میں رکوع کے قریب جھک کر اشارہ کرنا سجدہ کی طرح ہے (حرام ہے) محیط میں ہے کہ بادشاہ کے سامنے جھکنا مکروہ تحریمی ہے۔

(ردالمحتار علی درالمختار کتاب الحظر والاباحۃ باب الاستبراء وغیرہ ج ۵ ص ۱۷۱ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

پہلا باب

قیام میلاد کے ثبوت میں

قیام یعنی کھڑا ہونا چھ طرح کا ہے۔ قیام جائز قیام فرض قیام سنت قیام مستحب۔ قیام مکروہ قیام حرام۔ ہم ہر ایک کے پہچاننے کا قاعدہ عرض کئے دیتے ہیں۔ جس سے قیام میلاد کا حال خودبخود معلوم ہوجاوے گا کہ یہ قیام کیسا ہے۔

(۱) دنیاوی ضروریات کے لئے کھڑا ہونا جائز ہے۔ اس کی سینکڑوں مثالیں ہیں۔ کھڑے ہوکر عمارت بنانا اور دیگر دنیاوی کاروبار کرنا وغیرہ۔

فاذا قضیت الصلوٰۃ فانتشروا فی الارض۔

ترجمہ: جب نماز جمعہ ہو جاوے تو تم زمین میں پھیل جاؤ۔

(پارہ ۲۸ سورہ ۶۲ آیت نمبر ۱۰)

(۲) پنج وقتہ نماز اور واجب نماز میں قیام فرض ہے۔ **وقوموا للہ قنتین** (پارہ ۲ سورہ ۲ آیت نمبر ۲۳۸) اللہ کے سامنے اطاعت کرتے ہوئے کھڑے ہو یعنی اگر کوئی شخص قدرت رکھتے ہوئے بیٹھ کر ادا کرے تو یہ نماز نہ ہوگی۔

(۳) نوافل میں کھڑا ہونا مستحب ہے اور بیٹھ کر بھی جائز۔ یعنی کھڑے ہو کر پڑھنے میں ثواب زیادہ ہے۔

(۴) چند موقعوں پر کھڑا ہونا سنت ہے اولاً تو کسی دینی عظمت والی چیز کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا اسی لئے آب زمزم اور وضو کے بچے ہوئے پانی کو کھڑے ہو کر پینا مسنون ہے۔ حضور علیہ السلام کے روضہ پاک پر اللہ حاضری نصیب فرمادے تو نماز کی طرح ہاتھ باندھ کر کھڑا سنت ہے۔ عالمگیری جلد اول آخر کتاب الحج آداب زیارت قبر النبی علیہ السلام میں ہے۔

ویقف کما یقف فی الصلوة ویمثل صورته الکریمة کانه نائم فی لحد عالم به یسمع کلامه۔

ترجمہ: روضہ مطہرہ کے سامنے ایسے کھڑا ہو جیسے کہ نماز میں کھڑا ہوتا ہے اور اس جمال پاک کا نقشہ ذہن میں جمائے گویا کہ وہ سرکار اپنی قبر انور میں آرام فرما ہیں۔ اس کو جانتے ہیں اور اس کی بات سنتے ہیں۔

(فتاوی عالمگیری کتاب المناسک باب نذر بالحج خاتمہ فی زیارۃ قبر النبی ﷺ ج ۱ ص ۲۹۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

اسی طرح مومنین کی قبروں پر فاتحہ پڑھے تو قبلہ کو پشت اور قبر کی طرف منہ کر کے کھڑا ہونا سنت ہے عالمگیری کتاب الکراہیۃ باب زیارت القبور میں ہے۔

یخلع نعلیه ثم یقف مستد بر القبلة مستقبلا لوجه المیت۔

ترجمہ: اپنے جوتے اتار دے اور کعبہ کی طرف پشت اور میت کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو۔

روضہ پاک آب زمزم وضو کا پانی قبر مومن سب متبرک چیزیں ہیں۔ ان کی تعظیم قیام سے کرائی گئی۔ دوسرے جب کوئی دینی پیشوا آئے تو اس کی تعظیم کے لئے کھڑا ہو جانا سنت ہے۔ اسی طرح جب دینی پیشوا سامنے کھڑا ہو تو اس کے لئے کھڑا رہنا سنت اور بیٹھنا رہنا بے ادبی ہے۔ مشکوۃ جلد اول کتاب الجہاد باب حکم الاسرا اور باب القیام میں ہے کہ جب اسعد ابن معاذ اللہ رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں حاضر ہوئے تو حضور علیہ السلام نے انصار کو حکم دیا۔ **قوموا الی سیدکم** اپنے سردار کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرجع النبی ﷺ من الاحزاب ج ۴ ص ۱۵۱۱ رقم الحدیث ۳۸۹۵ مطبوعہ دار ابن کثیر بیروت)، (صحیح مسلم کتاب الجہاد باب جواز قتال من نقض العہد ج ۳ ص ۱۳۸۸ رقم الحدیث ۱۷۶۸ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)، (سنن ابوداؤد کتاب الادب ماجاء فی القیام ج ۴ ص ۳۵۵ رقم الحدیث ۵۲۱۵ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

یہ قیام تعظیمی تھا نہ یہ کہ ان کو محض مجبوری کی وجہ سے قیام کرایا گیا۔ نیز گھوڑے سے اتارنے کے لئے ایک دو صاحب ہی کافی تھے۔ سب کو کیوں فرمایا کہ کھڑے ہو جاؤ۔ نیز گھوڑے سے اتارنے کے لئے تو حاضرین مجلس پاک میں سے کوئی بھی چلا جاتا۔ خاص انصار کو کیوں حکم فرمایا۔ ماننا پڑے گا کہ یہ قیام تعظیمی ہی تھا۔ اور حضرت سعد انصار کے سردار تھے۔ ان سے تعظیم کرائی گئی۔ جن لوگوں نے الٰی سے دھوکا کھا کر کہا ہے کہ یہ قیام بیماری کے لئے تھا۔ وہ اس آیت میں کیا کہیں گے؟ **اذا قمتم الی الصلوة** کیا نماز بھی بیمار ہے کہ اس کی امداد کے لئے کھڑا ہونا ہے۔ اشعۃ اللمعات میں اسی حدیث کے ماتحت ہے۔

حکمت در مراعات توقیر و اکرام سعد دریں مقام و امر تعظیم او از ادریں ہا آں باشد کہ ادر ابرائے حکم کردن طلبیدہ بودند پس اعلان شان او دریں مقام اولیٰ و انسب باشد۔

فاذا قام قمنا قیاما حتی فرء یناه قد دخل بعض بیوت ازواجه۔

ترجمہ: اس موقعہ پر سعد کی تعظیم وتکریم کرانے میں یہ حکمت ہوگی کہ ان کو بنی قریظہ پر حکم فرمانے کے لئے بلایا تھا۔اس جگہ ان کی شان کا اظہار بہتر اور مناسب تھا۔

(اشعۃ اللمعات کتاب الادب باب القیام الفصل الاول ج ۴ ص ۳۰ مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور)

مشکوٰۃ باب القیام میں بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حضور علیہ السلام مجلس سے اٹھتے تو ہم بھی کھڑے ہو جاتے تھے یہاں تک کہ ہم دیکھ لیتے تھے کہ آپ اپنی کسی بیوی پاک کے گھر میں داخل ہو گئے۔

(مشکوٰۃ المصابیح باب القیام الفصل الثالث ص ۴۰۳۔۴۰۴ مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی)

اشعۃ اللمعات کتاب الادب باب القیام میں زیر آیت حدیث قوموا الی سید کم ہے

اجماع کردہ اند جماہیر علماء بایں حدیث براکرام اہل فضل از علم یا صلاح یا شرف ونووی گفتہ کہ ایں قیام مراہل فضل را وقت قدوم آوردن نیست قیام جالس از برائے کسی کہ در آمدہ است بروئے بجہت تعظیم۔

(اشعۃ اللمعات کتاب الادب باب القیام الفصل الاول ج ۴ ص ۳۰ مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور)

اس حدیث کی وجہ سے جمہور علماء نے علمائے صالحین کی تعظیم کرنے پر اتفاق کیا ہے نووی نے فرمایا کہ بزرگوں کی تشریف آوری کے وقت کھڑا ہونا مستحب ہے اس بارے میں احادیث آئی ہیں اور اس کی ممانعت میں صراحۃ کوئی حدیث نہیں آئی۔قنیہ سے نقل کیا کہ بیٹھے ہوئے آدمی کا کسی آنے والے کی تعظیم کے لئے کھڑا ہو جانا مکروہ نہیں۔عالمگیری کتاب الکراہیۃ باب ملاقات الملوک میں ہے۔

تجوز الخدمة بغير الله تعالى بالقيام واخذ اليدين والانحناء۔

ترجمہ: غیر خدا کی عظمت کرنا کھڑے ہو کر مصافحہ کر کے جھک کر ہر طرح جائز ہے۔

(فتاویٰ عالمگیری کتاب الکراھیۃ باب ملاقاۃ الملوک التواضع لھم الباب الثامن والعشرون ج ۵ ص ۳۶۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

اس جگہ جھکنے سے مراد حد رکوع سے کم جھکنا ہے۔تا حد رکوع جھکنا تو ناجائز ہے جیسا کہ ہم مقدمہ میں عرض کر چکے۔درمختار جلد پنجم کتاب الکراہیۃ باب الاستبراء کے آخر میں ہے۔

يجوز بل يندب القيام تعظيماً للقادم يجوز القيام ولو للقارى بين يدى العالم۔

ترجمہ: آنے والے کی تعظیم کے لئے کھڑا ہو جانا جائز بلکہ مستحب ہے جیسے کہ قرآن پڑھنے والے کو عالم کے سامنے کھڑا ہو جانا جائز ہے۔

(ردالمحتار علی درالمختار کتاب الحظر والاباحۃ باب الاستبراء وغیرہ ج ۵ ص ۲۷۶ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

اس سے معلوم ہوا کہ تلاوت قرآن کی حالت میں بھی کوئی عالم دین آجاوے تو اس کے لئے کھڑا ہو جانا مستحب ہے اس کے ماتحت شامی میں ہے۔

وقيام قارى القران لمن يجئى تعظيماً لايكره اذ كان ممن يستحق التعظيم۔

ترجمہ: قرآن پڑھنے والے کا آنے والے کی تعظیم کے لئے کھڑا ہو جانا مکروہ نہیں جبکہ وہ تعظیم کے لائق ہو۔

(ردالمحتار علی درالمختار کتاب الحظر والاباحۃ باب الاستبراء وغیرہ ج ۵ ص ۲۷۶ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

شامی جلد اول باب الامامت میں ہے کہ اگر کوئی شخص مسجد میں صف اول میں جماعت کے انتظار میں بیٹھا ہے۔اور کوئی عالم آدمی آ گیا اس کے لئے جگہ چھوڑ دینا خود پیچھے ہٹ جانا مستحب ہے بلکہ اس کے لئے پہلی صف میں نماز پڑھنے سے یہ افضل ہے۔یہ تعظیم تو علماء امت کی ہے۔

(ردالمحتار علی درالمختار باب الامامۃ ج ۱ ص ۴۲۱ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

لیکن صدیق اکبر نے تو عین نماز پڑھاتے ہوئے جب حضور علیہ السلام کو تشریف لاتے دیکھا تو خود مقتدی بن گئے۔اور بیچ نماز میں

حضور علیہ السلام امام ہوئے۔

(مسند احمد ج ۱ ص ۲۰۹ رقم الحدیث ۱۷۸۵ مطبوعہ موسسۃ قرطبہ مصر)

ان امور سے معلوم ہوا کہ بزرگان دین کی تعظیم عبادت کی حالت میں بھی کی جاوے۔ مسلم جلد دوم باب حدیث توبہ ابن مالک کتاب التوبہ میں ہے۔

فقام طلحة ابن عبیدالله یهرول حتی صافحنی و هناء نی۔

ترجمہ: پس طلحہ ابن عبیداللہ کھڑے ہو گئے دوڑتے ہوئے آئے مجھ سے مصافحہ کیا اور مبارک باد دی۔

(صحیح مسلم کتاب التوبۃ حدیث توبہ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ ج ۲ ص ۳۶۲ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس جگہ نووی میں ہے۔

فیه استحباب مصافحته القادم والقیام له اکرما والهرولته الی لقاء ہ۔

(شرح صحیح مسلم للنووی کتاب التوبۃ حدیث توبہ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ ج ۲ ص ۳۶۲ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس سے ثابت ہوا کہ آنے والے سے مصافحہ کرنا۔ اس کی تعظیم کو کھڑا ہونا۔ اس کے ملنے کے لئے دوڑنا مستحب ہے۔

تیسرے جبکہ کوئی اپنا پیارا آجاوے تو اس کی خوشی میں کھڑا ہو جانا۔ ہاتھ پاؤں چومنا سنت ہے مشکوۃ کتاب الادب باب المصافحہ میں ہے کہ زید ابن حارثہ دروازہ پاک مصطفیٰ علیہ السلام پر حاضر ہوئے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔

فقام الیه رسول الله ﷺ عریانا فاعتنقه وقبله۔

ترجمہ: ان کی طرف حضور علیہ السلام بغیر چادر شریف کے کھڑے ہو گئے پھر ان کو گلے سے لگالیا اور بوسہ دیا۔

(سنن الترمذی کتاب الاستئذان والآداب باب ماجاء فی المعانقۃ والقبلۃ ج ۴ ص ۲۵۰ رقم الحدیث ۲۷۳۲ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)، (شرح معانی الآثار ج ۴ ص ۹۲ رقم الحدیث ۶۷۶۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (فتح الباری ج ۱۱ ص ۵۲ مطبوعہ)

مشکوۃ اسی باب میں ہے کہ جب حضرت خاتون جنت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوتیں۔

قام الیها فاخذ بیدها فقبلها و اجلسها یف مجلسه۔

ان کے لئے کھڑے ہو جاتے اور ان کا ہاتھ پکڑ ے ان کو چومتے اور اپنی جگہ ان کو بٹھاتے۔ اسی طرح جب حضور علیہ السلام فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لے جاتے۔ تو آپ بھی کھڑی ہو جاتیں اور ہاتھ مبارک دیتیں اور اپنی جگہ حضور علیہ السلام کو بٹھا لیتیں۔

(سنن الترمذی کتاب المناقب باب فضل فاطمۃ ج ۶ ص ۱۷۵ رقم الحدیث ۳۸۷۲ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)، (سنن ابوداؤد کتاب الادب باب ماجاء فی القیام ج ۴ ص ۳۵۵ رقم الحدیث ۵۲۱۷ مطبوعہ دار الفکر بیروت)، (سنن الکبریٰ للنسائی ج ۵ ص ۹۶ رقم الحدیث ۸۳۶۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (صحیح ابن حبان ج ۱۵ ص ۴۰۳ رقم الحدیث ۶۹۵۳ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت)، (مستدرک للحاکم ج ۳ ص ۱۷۴ رقم الحدیث ۴۷۵۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

مرقات باب المشی بالجنازۃ فصل دوم میں ہے۔

فیه ایمآء الی ندب القیام لتعظیم الفضلآء والکبرآء۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۴۳ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

معلوم ہوا کہ فضلاء کے لئے قیام تعظیمی جائز ہے۔ چوتھے جبکہ کوئی پیارے کا ذکر سنے یا کوئی اور خوشی کی خبر سنے تو اسی وقت کھڑا ہو جانا مستحب اور سنت صحابہ وسنت سلف ہے۔ مشکوۃ کتاب الایمان فصل ثالث میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایک خوشخبری سنائی۔

فقمت الیه وقلت بابی انت وامی انت احق بها۔

ترجمہ: تو میں کھڑا ہو گیا اور میں نے کہا کہ آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں آپ ہی اس لائق ہیں۔

(مشکوۃ المصابیح کتاب الایمان الفصل الثالث ص ۱۶ مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی)

تفسیر روح البیان پارہ ۲۶ سورہ فتح زیر آیت ۲۹ محمد رسول اللہ ہے کہ امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس مجمع علماء موجود تھا کہ ایک نعت خواں نے نعت کے دو شعر پڑھے۔

فعند ذلك قام الامام السبكي و جميع من في المجلس فحصل انس عظيم بذلك المجلس۔

ترجمہ: تو فوراً امام سبکی اور تمام حاضرین مجلس کھڑے ہو گئے اور اس مجلس میں بہت ہی لطف آیا۔

(تفسیر روح البیان ج ۹ ص ۶۸ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

پانچویں کوئی کافر اپنی قوم کا پیشوا ہو۔ اور اس کے اسلام لانے کی امید ہو تو اس کے آنے پر اس کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا سنت ہے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لانے کے لئے حاضر خدمت ہوئے تو حضور علیہ السلام نے کھڑے ہو کر ان کو اپنے سینہ پاک سے لگایا۔

(کتب تواریخ)

عالمگیری کتاب الکراہیۃ باب اہل الذمہ میں ہے۔

اذا دخل ذمي على مسلم فقام له طعام في اسلامه فلا باس۔

ترجمہ: کوئی ذمی کافر مسلمان کے پاس آیا مسلمان اس کے اسلام کی امید پر اس کے لئے کھڑا ہو گیا تو جائز ہے۔

(فتاوی عالمگیری الباب الرابع عشر فی اھل الذمۃ والاحکام التی تعود الیھم ج ۵ ص ۳۴۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

(۵) چند جگہ قیام مکروہ ہے۔ اولاً آب زمزم اور وضو کے سوا اور پانی کو پیتے وقت کھڑا ہونا بلا عذر مکروہ ہے۔ دوسرے دنیادار کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا دنیاوی لالچ سے بلا عذر مکروہ ہے۔ تیسرے کافر کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا سا کی مالداری کی وجہ سے مکروہ ہے۔ عالمگیری کتاب الکراہیۃ باب اہل الذمہ میں ہے۔

وان قام له من غير ان ينوى شيئا مما ذكرنا او قام طمعاً لغناه كره له ذلك۔

ترجمہ: اگر اس کے لئے سوائے مذکورہ صورتوں کے کھڑا ہو یا اس کی مالداری کے طمع میں کھڑا ہو تو مکروہ ہے۔

(فتاوی عالمگیری الباب الرابع عشر فی اھل الذمۃ والاحکام التی تعود الیھم ج ۵ ص ۳۴۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

چوتھے جو شخص اپنی تعظیم کرانا چاہتا ہو اس کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا منع ہے۔ پانچویں اگر کوئی بڑا آدمی درمیان میں بیٹھا ہو اور لوگ اس کے آس پاس دست بستہ کھڑے ہوں تو اس طرح کھڑا ہونا سخت منع ہے۔ اپنے لئے قیام پسند کرنا بھی منع ہے اس کے حوالہ دوسرے باب میں آویں گے انشاء اللہ یہ تقسیم خیال میں رہے۔

جب یہ تحقیق ہو چکی تو اب پتہ لگ گیا کہ میلاد پاک میں ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا سنت صحابہ اور سنت سلف صالحین سے ثابت ہے کیونکہ ہم قیام سنت میں چوتھا قیام وہ بتا چکے کہ جو خوشی کی خبر پا کر یا کسی پارے کے ذکر پر ہو۔ اور پہلا قیام وہ بتایا جو کسی دینی عظمت والی چیز کی تعظیم کے لئے ہو۔ لہٰذا قیام میلاد چند وجہ سے سنت میں داخل ہوا۔ ایک تو اس لئے کہ یہ ذکر ولادت کی تعظیم کے لئے ہے دوسرے اس لئے کہ ذکر ولادت سے بڑھ کر مسلمان کے نزدیک کون محبوب ہے وہ جان اولاد ماں باپ مال متاع سب سے زیادہ محبوب ہیں ﷺ ان کے ذکر پر کھڑا ہونا سنت سلف صالحین ہے۔ چوتھے اس لئے کہ ولادت پاک کے وقت ملائکہ در دولت پر کھڑے ہوئے تھے۔ اس لئے ولادت کے ذکر پر کھڑا ہونا فعل ملائکہ سے مشابہ ہے۔ پانچویں اس لئے کہ ہم بحث میلاد میں حدیث سے ثابت کر چکے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے اپنے اوصاف اور اپنا نسب شریف منبر پر کھڑے ہو کر بیان فرمایا۔ تو اس قیام کی اصل مل گئی چھٹے اس لئے کہ شریعت نے اس کو منع نہ کیا۔ اور ہر ملک کے عام مسلمان اس کو ثواب سمجھ کر کرتے ہیں۔ اور جس کام کو مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔ ہم اس کی تحقیق بحث میلاد اور بحث بدعت میں کر چکے ہیں۔ نیز پہلے عرض کر چکے ہیں کہ مسلمان جس کام کو مستحب جانیں۔ وہ شریعت میں

مستحب ہے شامی جلد سوم کتاب الوقف۔ وقف منقولات کی بحث میں فرماتے ہیں۔ **لان التعامل یترک بہ القیاس لحدیث ماراہ المومنون حسناً فھو عنداللہ حسن** یعنی دیگچی و جنازہ وغیرہ کا وقف قیاساً نا جائز ہونا چاہیے مگر چونکہ عام مسلمان اس کے عامل ہیں لہذا قیاس چھوڑ دیا گیا اور اسے جائز مانا گیا۔ دیکھو عامۃ المسلمین جس کام کو اچھا سمجھنے لگیں۔ اور اس کی حرمت کی نص نہ ہو تو قیاس کو چھوڑ نا لازم ہے۔ درمختار جلد پنجم کتاب الاجارات باب اجارت الفاسدہ میں ہے۔

وجاز اجارۃ الحمام لانہ علیہ السلام دخل حمام الجحفۃ وللعرف وقال النبی علیہ السلام ما راہ المومنون حسنا فھو عند اللہ حسن۔

ترجمہ: حمام کا کرایہ جائز ہے کیونکہ حضور علیہ السلام مہر جحفہ کے حمام میں تشریف لے گئے اور اس لئے کہ عرف جاری ہو گیا۔ اور حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جس کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ عنداللہ اچھا ہے۔

(رد المحتار علی درالمختار کتاب الاجارۃ باب الاجارۃ الفاسدۃ ج ۵ ص ۳۵ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

اس کے ماتحت شامی میں ہے کہ حضور علیہ السلام کے جحفہ کے حمام میں داخل ہونے کی روایت سخت ضعیف ہے۔ بعض نے کہا کہ موضوع ہے۔ لہذا اب حمام کے جائز ہونے کی دلیل صرف ایک رہ گئی یعنی عرف عام تو ثابت ہوگا کہ جو کام مسلمان عام طور پر جائز سمجھ کر کریں وہ جائز ہے۔ شامی میں اسی جگہ ہے۔

لان الناس فی سائر الامصار یدفعون اجرت الحمام فدل اجماعھم علی جواز ذلک وان کان القیاس یاباہ۔

ترجمہ: کیونکہ تمام شہروں میں مسلمان لوگ حمام کی اجرت دیتے ہیں پس ان کے اجماع سے اس کا جائز ہونا معلوم ہوا اگر چہ یہ خلاف قیاس ہے۔

(رد المحتار علی درالمختار کتاب الاجارۃ باب الاجارۃ الفاسدۃ ج ۵ ص ۳۶ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

ثابت ہوا کہ حمام کا کرایہ قیاساً جائز نہ ہونا چاہیے۔ کیونکہ خبر نہیں ہوتی کہ کتنا پانی خرچ ہوگا۔ اور کرایہ میں نفع و اجرت معلوم ہونا ضروری ہے لیکن چونکہ مسلمان عام طور پر اس کو جائز سمجھتے ہیں۔ لہذا یہ جائز ہے۔ قیام میلاد کو بھی عام مسلمان مستحب سمجھتے ہیں۔ لہذا مستحب ہے۔ ساتویں اس لئے کہ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔

وتعزروہ وتوقروہ۔

ترجمہ: اے مسلمانو ہمارے نبی کی مدد کرو اور ان کی تعظیم کرو۔

(پارہ ۲۶ سورہ ۴۸ آیت نمبر ۹)

تعظیم میں کوئی پابندی نہیں بلکہ جس زمانہ میں اور جس جگہ جو طریقہ بھی تعظیم کا ہو اس طرح کرو بشر طیکہ شریعت نے اس کو حرام نہ کیا ہو جیسے کہ تعظیمی سجدہ ورکوع۔ اور ہمارے زمانہ میں شاہی احکام کھڑے ہو کر بھی پڑھے جاتے ہیں لہذا محبوب کا ذکر بھی کھڑے ہو کر ہونا چاہیے۔ دیکھو **کلوا واشربوا** (پارہ ۱ سورہ ۲ آیت نمبر ۶۰) میں مطلقاً کھانے پینے کی اجازت ہے کہ ہر حلال غذا کھاؤ پیو۔ تو بریانی، زردہ، قورما، سب ہی حلال ہوا خواہ خیر القرون میں ہو یا نہ ہو۔ ایسے ہی توقروہ کا امر مطلق ہے کہ ہر قسم کی جائز تعظیم کرو۔ خیر القرون سے ثابت ہو یا نہ ہو۔ آٹھویں اس لئے کہ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔

ومن یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب۔

ترجمہ: اور جو شخص اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو یہ دل کے تقوے سے ہے۔

(پارہ ۱۷ سورہ ۲۲ آیت نمبر ۳۲)

روح البیان نے زیر آیت وتعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدون (پارہ ۶ سورہ ۵ آیت نمبر ۲) لکھا کہ جس چیز کو دینی عظمت حاصل ہو وہ شعائر اللہ ہیں۔ان کی تعظیم کرنا ضروری ہے جیسے کہ بعض مہینے بعض دن و مقامات۔بعض اوقات وغیرہ اسی لئے صفا و مروہ کعبہ معظمہ ماہ رمضان شب قدر کی تعظیم کی جاتی ہے۔اور ذکر ولادت بھی شعائر اللہ ہے لہذا اس کی تعظیم بھی بہتر ہے وہ قیام سے حاصل ہے۔

ہم نے آٹھ دلائل سے اس قیام کا مستحب ہونا ثابت کیا۔مگر مخالفین کے پاس خدا جا ہے۔تو ایک بھی دلیل حرمت نہیں۔محض اپنی رائے سے حرام کہتے ہیں۔

دوسرا باب

قیام میلاد پر اعتراض و جواب میں

اعتراض (۱)......:۔ چونکہ میلاد کا قیام اول تین زمانوں میں نہیں تھا۔لہذا بدعت ہے اور ہر بدعت حرام ہے۔حضور کی وہ ہی تعظیم کی جاوے جو کہ سنت سے ثابت ہو۔اپنی ایجادات کو اس میں داخل نہ ہو کیا ہم کو مقابلہ صحابہ کرام حضور سے زیادہ محبت نہیں ہے جب انہوں نے یہ قیام نہ کیا تو ہم کیوں کریں۔

جواب:۔ بدعت کا جواب تو بارہا دیا جا چکا ہے کہ ہر بدعت حرام نہیں۔رہا یہ کہنا کہ حضور علیہ السلام کی وہ ہی تعظیم کی جاوے جو سنت سے ثابت ہو کیا یہ قاعدہ صرف حضور علیہ السلام کی تعظیم کے لئے ہے یا دیگر علمائے دیوبند کے لئے بھی یعنی عالم کتاب مدرسہ تمام چیزوں کی وہ ہی تعظیم ہونی چاہیے جو سنت سے ثابت ہے تو علماء دیوبند کی آمد پر سٹیشن پر جانا۔ان کے گلوں میں ہار پھول ڈالنا۔ان کے لئے جلوس نکالنا جھنڈیوں سے راستہ اور جلسہ گاہ کو سجانا۔کرسیاں لگانا۔وعظ کے وقت زندہ باد کے نعرے لگانا۔مسند اور قالین بچھانا وغیرہ اس طرح کی تعظیم کا آپ کوئی ثبوت پیش کر سکتے ہیں کہ صحابہ کرام نے حضور علیہ السلام کی ایسی تعظیم کی ہو۔نہیں پیش کر سکتے۔تو فرمائیے کہ یہ تعظیم حرام ہے یا حلال۔لہذا آپ کا یہ قاعدہ ہی غلط ہے۔بلکہ رکوع و سجدہ محرمات کے علاوہ جس تعظیم کا جس ملک میں رواج ہو وہ جائز ہے اور جذبہ دل جس طرف راہبری کرے وہ عبادت ہے۔لکھنؤ میں مہتر بھنگی کو کہتے ہیں۔اور فارسی اور بعض جگہ اردو میں بھی مہتر بمعنی سردار بولا جاتا ہے جیسے کہ چترال کے نواب کو مہتر چترال کہتے ہیں۔لکھنؤ میں جو شخص یہ کلمہ مہتر کسی نبی کے لئے استعمال کرے کافر ہے۔اور چترال میں اور فارسی میں نہیں۔ہر ملکے ہر رسمے۔

ھندیاں را اصطلاح ھند مدح　　　　سندھیاں را اصطلاح سندہ قدح

مرقاۃ واشعۃ اللمعات کے مقدمہ در احوال محدثین ص ۱۵ مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور میں امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احوال میں لکھتے ہیں کہ آپ مدینہ پاک کی زمین پاک میں کبھی گھوڑے پر سوار نہ ہوئے اور جب حدیث بیان فرماتے تو غسل کرتے عمدہ لباس پہنتے۔خوشبو لگاتے اور ہیبت و وقار سے بیٹھتے تھے۔کہیئے مدینہ پاک یا حدیث شریف کی یہ تعظیم کسی صحابی نے کی تھی؟ نہیں۔مگر امام مالک کا جذبہ دل ہے عین ثواب ہے۔تفسیر روح البیان زیر آیت ما کان محمد ابا احد من رجالکم (پارہ ۲۲ سورہ ۳۳ آیت نمبر ۴۰) ہے کہ ایاز کے فرزند کا نام محمد تھا۔سلطان اس کا نام لے کر پکارتے تھے۔ایک روز غسل خانہ میں جا کر فرمایا کہ اے ایاز کے بیٹے پانی لا۔ایاز نے عرض

کیا کہ حضور کیا قصور ہوا کہ غلام زادے کا نام نہ لیا۔ فرمایا کہ ہم اس وقت بے وضو تھے اس مبارک نام کو بے وضو نہیں لیا کرتے۔

ہزار بار بشویم دھن بمشک و گلاب — ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

کہیئے یہ تعظیم کہاں ثابت ہے؟ کہیئے کیا سلطان محمود اور امام مالک رحمہما اللہ کو صحابہ کرام سے زیادہ عشق رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام تھا۔

اعتراض (۲)......:۔ اگر ذکر رسول علیہ السلام کی تعظیم منظور ہے تو ہر ذکر پر کھڑے ہو جایا کرو۔ اور میلاد شریف میں اول سے ہی کھڑے رہا کرو۔ یہ کیا کہ پہلے بیٹھے اور بعد کو بیٹھے درمیان میں کھڑے ہو گئے۔

جواب:۔ یہ تو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اگر کس کو اللہ توفیق دے اور ہر وقت کھڑے ہو۔ یا بعض وقت ہر طرح جائز ہے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کتب حدیث کھڑے ہو کر پڑھایا کرتے تھے دیکھنے والوں نے ہم کو بتایا کہ خود بھی کھڑے ہوتے پڑھنے والے بھی کھڑے ہوتے تھے ان کا یہ فعل بہت ہی مبارک تھا مگر چونکہ از اول تا آخر کھڑا ہونا عوام کو دشوار ہوگا۔ اس لئے صرف ولادت کے ذکر کے وقت کھڑے ہو جاتے ہیں۔ نیز بیٹھے بیٹھے بعض لوگ کبھی اونگھ جاتے ہیں کھڑا کر کے صلوٰۃ وسلام پڑھ لو۔ تاکہ نیند جاتی رہے اسی لئے اس وقت عرق گلاب وغیرہ چھڑکتے ہیں۔ تاکہ پانی سے نیند اڑ جاوے کیوں صاحب! نماز میں بعض ذکر تو آپ کھڑے ہو کر کرتے ہو۔ اور بعض رکوع میں اور بعض سجدے میں اور بیٹھ کر۔ ہر ذکر کھڑے ہو کر ہی کیوں نہ کیا؟ نیز جب التحیات میں اشھد ان لا الٰہ الا اللہ پڑھتے ہیں تو حکم ہے کہ انگلی کا اشارہ کرے۔ اور ہزار ہا موقعوں پر آپ یہ ہی کلمہ پڑھتے ہو۔ انگلی کیوں نہیں ہلاتے؟ صوفیائے کرام بعض وظائف میں کچھ اشاروں کی قیدیں لگاتے ہیں۔ مثلاً جب مقدمہ میں حاکم کے سامنے جاوے تو کھیعص اس طرح پڑھے کہ اس کے ہر حرف پر ایک انگلی بند کردے کاف پر دہ پری پر وغیرہ۔ پھر حمعسق پڑھے ہر ایک پر ایک انگلی کھولے پھر حاکم کی طرف دم کردے تو جب تلاوت قرآن کے دوران یہ کلمے آتے ہیں تو یہ اشارہ کیوں نہیں۔ اور یہ اشعارے صحابہ کرام سے کہاں ثابت ہیں۔ حزب البحر وغیرہ پڑھنے والے حضرات بعض مقامات پر خاص اشارے کرتے ہیں اور موقعوں پر کیوں نہیں کرتے۔ نیز طواف خانہ کعبہ میں پہلے طواف کے چار چکروں میں اضطباع بھی کرتے ہیں۔ اور رمل بھی بعد میں کیوں نہیں کرتے؟ اس قسم کے صدہا سوالات کئے جا سکتے ہیں۔ امام بخاری نے بعض احادیث کو اسناداً بیان کیا۔ بعض کو تعلیقاً۔ سب کو یکساں کیوں نہ بیان کیا۔ بھلا ان جیسی باتوں سے حرمت ثابت ہو سکتی ہے۔

اعتراض (۳)......:۔ لوگوں نے قیام میلاد کو ضروری سمجھ لیا ہے کہ نہ کرنے والوں پر طعن کرتے ہیں اور غیر ضروری کو ضروری سمجھنا ناجائز ہے لہذا قیام ناجائز ہے۔

جواب:۔ یہ مسلمانوں پر محض بہتان ہے کہ وہ قیام میلاد کو واجب سمجھتے ہیں۔ نہ کسی عالم دین نے لکھا کہ قیام واجب ہے۔ اور نہ تقریروں میں کہا۔ عوام بھی یہ ہی کہتے ہیں کہ قیام اور میلاد شریف کار ثواب ہے۔ پھر آپ ان پر واجب سمجھنے کا کس طرح الزام لگاتے ہیں! اگر کوئی واجب سمجھے بھی تو اس کا یہ سمجھنا برا ہوگا نہ کہ اصل قیام حرام ہو جاوے۔ نماز میں درود شریف پڑھنا امام شافعی صاحب ضروری سمجھتے ہیں احناف غیر واجب۔ تو ہمارے نزدیک ان کا یہ قول صحیح نہ ہوگا۔ نہ کہ یہ درود نماز ہی منع ہو جاوے اس کی تحقیق حاجی امداد اللہ صاحب نے (ہفت مسئلہ) میں خوب کی ہے رہا یہ کہ مسلمان اس کو پابندی سے کرتے ہیں اور نہ کرنے والے کو وہابی کہتے ہیں۔ یہ بالکل درست ہے۔

مشکوٰۃ باب القصد فی العمل میں ہے۔

احب الاعمال الی اللہ ادومھا وان قل۔

ترجمہ: اللہ کے نزدیک اچھا کام وہ ہے جو کہ ہمیشہ ہو۔ اگرچہ تھوڑا ہو۔

(مشکوٰۃ المصابیح باب القصد فی العمل الفصل الاول ص ۱۱۰ مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی)

ہر کار خیر کو پابندی سے کرنا مستحب ہے مسلمان ہر عید کو اچھے کپڑے پہنتے ہیں۔ ہر جمعہ کو غسل کرتے ہیں۔ خوشبو لگاتے ہیں۔ مدارس میں ہر رمضان و جمعہ میں چھٹی کرتے ہیں۔ ہر سال امتحان لیتے ہیں۔ مسلمان ہر رات کو سوتے ہیں۔ ہر دوپہر کو کھانا کھاتے ہیں۔ تو کیا ان کو واجب سمجھتے ہیں یا پابندی وجوب کی علامت ہے رہا قیام نہ کرنے والوں کو وہابی سمجھنا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ فی زمانہ ہندوستان میں یہ وہابیوں کی علامت ہوگئی ہے اہل ایمان کے ہر زمانہ میں علامات مختلف رہی ہیں اور حسب زمانہ علامات کفار سے بچنا علامت اہل ایمان اختیار کرنا ضروری ہے۔ اول اسلام میں فرمایا گیا کہ جس نے لا الہ الا اللہ کہہ لیا جنتی ہوگیا۔

(مشکوۃ کتاب الایمان ص ۱۳ مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی)

کیونکہ اس وقت کلمہ پڑھنا ہی اہل ایمان کی علامت تھی۔ پھر جب کلمہ گویوں میں منافق پیدا ہوئے تو قرآن پاک نے فرمایا کہ آپ کے سامنے منافق آ کر کہتے ہیں کہ ہم گواہ ہیں کہ آپ رسول اللہ ہیں۔ اللہ بھی جانتا ہے کہ آپ رسول اللہ ہیں۔ لیکن خدا گواہ ہے کہ منافق جھوٹے ہیں کہئیے بات تو سچی کہہ رہے ہیں۔ مگر ہیں جھوٹے پھر حدیث میں آیا کہ ایک قوم نہایت ہی عبادت گزار ہوگی۔ مگر دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے۔ نیز حدیث میں آیا کہ خارجی کی پہچان سر منڈانا ہے۔

(دیکھو دونوں حدیثیں مشکوۃ کتاب القصاص باب قتل اہل الردہ)۔

(صحیح مسلم کتاب الزکوۃ باب ذکر الخوارج وصفاتھم ج ۲ ص ۷۴۵ رقم الحدیث ۱۰۶۵ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)، (مسند احمد ج ۳ ص ۵ رقم الحدیث ۱۱۰۳۱ مطبوعہ مکتب الاسلامی بیروت)، (السنۃ لابن عبد اللہ بن احمد وقال اسنادہ صحیح ج ۲ ص ۶۲۲ رقم الحدیث ۱۴۸۲ مطبوعہ دار ابن القیم الدمام)

یہ تین امور تین زمانوں کے اعتبار سے ہیں شرح فقہ اکبر میں ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ کسی نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ سنی کی علامت کیا ہے؟ فرمایا حب الختنین تفضیل الشیخین والمسح علی الخفین دو داماموں یعنی سیدنا علی وعثمان سے محبت رکھنا۔ شیخین صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو تمام پر افضل جاننا اور چمڑے کے موزے پر مسح کرنا۔ تفسیرات احمدیہ میں سورہ انعام زیر آیت وان ھذا صراطی مستقیما ہے کہ سیدنا عبد اللہ ابن عباس نے فرمایا کہ جس میں دس عادات ہوں وہ سنی ہے۔

تفضیل الشیخین توقیر الختنین تعظیم القبلتین الصلوۃ علی الجنازتین الصلوۃ خلف الامامین ترك الخرج علی الامامین المسح علی الخفین والقول بالتقدیرین والامساك عن الشھادتین واداء الفریضتین۔

(التفسیرات الاحمدیہ فی بیان الایات الشرعیہ ۴۰۸ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ)

مرقات شروع باب المسح علی الخفین میں ہے۔

سئل انس ابن ملك عن علامته اھل السنة والجماعته فقال ان تحب الشیخین ولا تطعن الختنین وتمسح علی الخفین۔

درمختار باب المیاہ میں ہے۔

والتوضو من الحوض افضل رغما للمعتزلة۔

ترجمہ: حوض سے وضو کرنا افضل ہے معتزلہ کو جلانے کے لئے

(رد المحتار علی در المختار کتاب الطھارۃ باب المیاہ ج ۱ ص ۱۳۷ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

اسی جگہ شامی میں ہے

لان المعتزلة لایجیزونه من الحیاض فنرغمھم بالوضوء منھا۔

ترجمہ: یعنی معتزلہ حوض سے وضو کرنے کو ناجائز کہتے ہیں۔لہٰذا ہم ان کو حوض سے وضو کر کے جلائیں گے۔

(ردالمحتار علی درالمختار کتاب الطھارۃ باب المیاہ ج ۱ ص ۱۳۷ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

دیکھو حوض سے وضو کرنا۔ چمڑے کے موزوں پر مسح کرنا وغیرہ واجبات میں سے نہیں۔ لیکن چونکہ اس زمانہ میں اس کے منکر پیدا ہو گئے ہیں لہٰذا ان کو سنی کی پہچان قرار دیا۔اسی طرح قیام میلاد فاتحہ وغیرہ واجبات میں سے نہیں۔مگر چونکہ اس کے منکر پیدا ہو گئے ہیں لہٰذا فی زمانہ یہ ہندوستان میں سنی ہونے کی علامت ہے۔اور مجلس میلاد میں اکیلا بیٹھا رہنا علامت دیوبندی کی ہے۔ **من تشبہ بقوم فھو منھم** لہٰذا اس سے بچنا چاہیئے۔نیز شامی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کسی جائز یا مستحب کام سے بلاوجہ لوگ روکیں تو اس کو ضرور کرے۔آج ہندوستان میں ہندو قربانی گائے سے روکتے ہیں خاص گائے کی قربانی واجب نہیں۔مگر مسلمانوں نے اپنا خون بہا کر اس کو جاری رکھا۔اسی طرح محفل میلاد و قیام وغیرہ ہے۔فقہاء کے نزدیک زنار باندھنا اور ہندوؤں کی سی چوٹی سر پر رکھنا۔قرآن پاک نجاست میں ڈالنا کفر ہے کیونکہ یہ کفار کی مذہبی علامت ہے۔

ضروری نوٹ:۔ یہ سوال ۱۱۳ اکثر دیوبندی کیا کرتے ہیں کہ فاتحہ عرس و میلاد وغیرہ سب کو اس وجہ سے حرام بتاتے ہیں۔یہ بھی کہتے ہیں کہ تم نے خود سنی ہونیکی علامات ایجاد کر لی ہیں حدیث و قرآن میں یہ علامت نہیں ہیں سب کے لئے یہ ہی جواب دیا جاوے بہت مفید ہوگا انشاءاللہ۔

اعتراض (۴)......:۔کسی کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا منع ہے مشکوۃ باب القیام میں ہے۔ **وکانوا اذا راوہ لم یقوموا لما یعلمون من کراھیۃ لذلک** صحابہ کرام جب حضور علیہ السلام کو دیکھتے تو کھڑے نہ ہوتے تھے کیونکہ جانتے تھے کہ حضور علیہ السلام کو یہ ناپسند ہے۔

(مشکوۃ المصابیح باب القیام الفصل الثانی ص ۴۰۳ مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی)

مشکوۃ اسی باب میں ہے۔

من سرہ ان یتمثل لہ الرجال قیاماً فلیتبوء مقعدہ من النار۔

ترجمہ: جس کو پسند ہو کہ لوگ اس کے سامنے کھڑے رہیں وہ اپنی جگہ دوزخ میں ڈھونڈے۔

(مشکوۃ المصابیح باب القیام الفصل الثانی ص ۴۰۳ مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی)

مشکوۃ باب القیام میں ہے۔

لا تقوموا کما تقوم الاعاجم۔

ترجمہ: عجمی لوگوں کی طرح نہ کھڑے ہوا کرو۔

(مشکوۃ المصابیح باب القیام الفصل الثانی ص ۴۰۳ مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ زندگی میں بھی اگر کوئی بڑا آدمی آوے تو اس کی تعظیم کے لئے نہ کھڑا ہو۔میلاد شریف میں تو حضور علیہ السلام آتے بھی نہیں پھر تعظیمی قیام کیونکہ جائز ہو سکتا ہے؟

جواب:۔ ان احادیث میں مطلق قیام سے منع نہیں فرمایا گیا۔ورنہ پہلے باب میں ہم نے جو احادیث اور اقوال فقہاء نقل کئے اس کے خلاف ہوگا بلکہ حسب ذیل امور سے ممانعت ہے اپنے لئے قیام چاہنا لوگوں کا دست بستہ سامنے کھڑا رہنا اور پیشوا کا درمیان میں بیٹھا رہنا۔ہم نے بھی لکھا ہے کہ اس قسم کے دونوں قیام منع ہیں۔پہلی حدیث کے ماتحت اشعۃ اللمعات میں ہے۔

وحاصل آنکه قیام وترک قیام بحسب زمان واحوال واشخاص مختلف گردو وازیں جا است که گاہے نه کروند۔

خلاصہ یہ ہے کہ قیام تعظیمی کرنا اور نہ کرنا زمانہ اور حالات اور اشخاص کے لحاظ سے مختلف ہوتا ہے اسی طرح صحابہ کرام نے کبھی تو حضور کے لئے قیام کیا اور کبھی نہ کیا معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کبھی تو حضور علیہ السلام کی تشریف آوری پر کھڑے ہو جاتے تھے۔ اور کبھی نہیں۔ نہیں کا تو ذکر یہاں کیا اور کھڑے ہونے کی نفی ہے مطلقاً کی۔ دوسری اور تیسری حدیث کے ماتحت اشعۃ اللمعات میں ہے۔

قیام مکروہ بعینه نیست بلکه مکروہ محبت قیام است اگر دے محبت قیام نه دارد وقیام برائے دے که مکروہ نیست قاضی عیاض مالکی گفته که قیام منهی درحق کسی است که نشسته باشد وایستادہ باشد پیش دے دود قیام تعظیم برائے اہل دنیا بجهت دنیائے ایشاں وعید دارد شدو مکروہ است۔

خود قیام مکروہ نہیں بلکہ قیام چاہنا مکروہ ہے اگر وہ قیام نہ چاہتا ہو تو اس کے لئے مکروہ نہیں ہے۔ قاضی عیاض نے فرمایا کہ قیام اس کے لئے منع ہے جو کہ خود تو بیٹھا ہو۔ اور لوگ کھڑے ہوں اور دنیا داروں کے لئے قیام تعظیمی میں وعید آئی ہے اور وہ مکروہ ہے۔ اسی طرح حاشیہ مشکوۃ کتاب الجہاد۔ باب حکم الاسرا زیر حدیث قوموا الی سیدکم میں ہے۔

قال النووی فیه اکرام اهل الفضل وتلقیهم و القیام الیهم واحتج به الجمهور وقال القاضی عیاض لیس هذا من القیام المنهی عنه وانما ذلك فیمن یقومون علیه وهو جالس و یمثلون له قیاماً ما طول جلوسه۔

ترجمہ: نووی نے فرمایا کہ اس سے بزرگوں کی تعظیم ان سے ملنا۔ ان کے لئے کھڑا ہونا ثابت ہے۔ جمہور علماء نے اس سے دلیل پکڑی ہے یہ قیام ممنوع قیاموں میں سے نہیں۔ ممانعت جب ہے کہ لوگ اس کے سامنے کھڑے ہوں اور وہ بیٹھا ہو۔ اور لوگ اس کے بیٹھے رہنے تک کھڑے رہیں۔

(حاشیہ مشکوۃ المصابیح کتاب الجہاد باب حکم الاسرا ص ۳۴۴ مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی)

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ ان دونوں حدیثوں میں خاص خاص قیام سے ممانعت ہے اور محفل میلاد کا قیام ان میں سے نہیں۔ نیز اگر تعظیمی قیام منع ہے تو علمائے دیوبند وغیرہ کے آنے پر لوگ سروقد کھڑے ہو جاتے ہیں۔ وہ کیوں جائز ہے؟

......☆......